﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۱ جمعہ ۲۰ مئی ۱۹۹۴ء شمارہ ۲۰

القرآن الحکیم

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۭ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۝

یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کے لئے بنایا گیا ہے وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ (وہ) برکت دیا گیا ہے اور ہدایت ہے تمام جہانوں کے لئے۔ اس میں کھلے کھلے نشانات ہیں (یعنی) ابراہیم کا مقام (ظاہر کرنے والے) اور جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن پانے والا ہو گیا۔ اور لوگوں پر یہ اللہ کا حق ہے کہ وہ (اس کے) بیت کا حج کریں۔ جسے بھی توفیق ہو کہ اس گھر تک سفر کر سکے۔ اور جو انکار کرے تو (جان لو) یقیناً اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے مستغنی ہے۔ (آل عمران ۔ ۹۷، ۹۸)

ارشادات عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"...... اصل بات یہ ہے کہ انسان عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور عبادت دو قسم کی ہے۔ ایک تذلل اور انکسار اور دوسری محبت اور ایثار۔ تذلل اور انکسار کے لئے اس نماز کا حکم ہوا جو جسمانی رنگ میں انسان کے ہر ایک عضو کو خشوع اور خضوع کی حالت میں ڈالتی ہے یہاں تک کہ دلی سجدہ کے مقابل پر اس نماز میں جسم کا بھی سجدہ رکھا گیا تا جسم اور روح دونوں اس عبادت میں شامل ہوں اور واضح ہو کہ جسم کا سجدہ بیکار اور لغو نہیں ...... عبادت کی اس قسم میں جو تذلل اور انکسار ہے جسمانی افعال کا روح پر اثر پڑتا ہے۔ اور روحانی افعال کا جسم پر اثر پڑتا ہے۔ پس ایسا ہی عبادت کی دوسری قسم میں بھی جو محبت اور ایثار ہے۔ انہیں تاثیرات کا جسم اور روح میں عوض معاوضہ ہے۔ محبت کے عالم میں انسانی روح ہر وقت اپنے محبوب کے گرد گھومتی ہے اور اس کے آستانہ کہ بوسہ دیتی ہے۔ ایسا ہی خانہ کعبہ جسمانی طور پر محبان صادق کے لئے ایک نمونہ دیا گیا ہے اور خدا نے فرمایا کہ دیکھو یہ میرا گھر ہے اور حجر اسود میرے استانہ کا پتھر ہے اور ایسا حکم اس لئے دیا کہ تا انسان جسمانی طور پر اپنے ولولہ عشق اور محبت کو ظاہر کرے۔ سو حج کرنے والے حج کے مقام میں جسمانی طور پر اس کے گرد گھومتے ہیں۔ ایسی صورتیں بنا کر گویا خدا کی محبت میں دیوانہ اور مست ہیں۔ زینت دور کر دیتے ہیں۔ سر منڈوا دیتے ہیں اور مجذوبوں کی شکل بنا کر اس کے گرد عاشقانہ طواف کرتے ہیں اور اس پتھر کو خدا کے آستانہ کا پتھر تصور کر کے بوسہ دیتے ہیں۔ اور یہ جسمانی ولولہ روحانی تپش اور محبت کو پیدا کر دیتا ہے۔ اور جسم اس کے گھر کے گرد طواف کرتا ہے اور سنگ آستانہ کو چومتا ہے اور روح اس وقت محبوب حقیقی کے گرد طواف کرتی ہے اور اس کے روحانی آستانہ کو چومتی ہے اور اس طریق میں کوئی شرک نہیں۔ ایک دوست ایک دوست جانی کا خط پا کر بھی اس کو چومتا ہے۔ کوئی مسلمان خانہ کعبہ کی پرستش نہیں کرتا اور نہ حجر اسود سے مرادیں مانگتا ہے بلکہ صرف خدا کا قرار دادہ ایک جسمانی نمونہ سمجھا جاتا ہے و بس۔ جس طرح ہم زمین پر سجدہ کرتے ہیں مگر وہ سجدہ زمین کے لئے نہیں ایسا ہی ہم حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں۔ مگر وہ بوسہ اس پتھر کے لئے نہیں۔ پتھر تو پتھر ہے جو نہ کسی کو نفع دے سکتا ہے نہ نقصان مگر اس محبوب کے ہاتھ کا ہے جس نے اس کو اپنے آستانہ کا نمونہ ٹھہرایا"۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۹۹، ۱۰۰)،

"لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (الحج: ۳۸) یعنی دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے۔ گوشت اور خون سچی قربانی نہیں۔ جس جگہ عام لوگ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں۔ مگر خدا نے یہ قربانیاں بھی بند نہیں کیں تا معلوم ہو کہ ان قربانیوں کا بھی انسان سے تعلق ہے ...."۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۴۲۴)

مختصرات

مسلم ٹیلیویژن احمدیہ کا مقبول ترین پروگرام "ملاقات" ہے جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رونق افروز ہوتے ہیں۔ اور ہر روز مختلف علمی، تربیتی اور تبلیغی موضوعات پر عالمگیر ناظرین و سامعین سے ایک گھنٹہ تک مخاطب ہوتے ہیں۔ ان ایمان افروز مجالس سے متعلق یہ مختصر نوٹ قارئین الفضل کے ازدیاد علم اور ریکارڈ کی غرض سے شائع کیا جا رہا ہے۔ اس اشاریہ کی مدد سے وہ ضروری مضامین کی ویڈیو حاصل کر کے تفصیلی ارشادات سے استفادہ کر سکتے ہیں اور اصل لطف ان اشارات کو پوری تفصیل سے سننے میں ہے۔

۹ اور ۱۰ مئی ۱۹۹۴ء۔ ان دو دنوں میں حضور انور نے حسب پروگرام ہومیو پیتھی طریق علاج کے بارہ میں تدریسی کلاسوں کا انعقاد فرمایا اور مختلف دواؤں کے خواص پر بہ تفصیل سے روشنی ڈالی۔ یہ کلاس ایک سلسلہ وار پروگرام ہے جو انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔ کلاس محمود ہال لندن میں منعقد ہوتی ہے اور احباب کے علاوہ مستورات بھی پردہ کی رعایت سے اس مفید کلاس سے استفادہ کرتی ہیں۔

۱۱ مئی ۱۹۹۴ء۔ آج حضور انور نے پروگرام کی ابتداء میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگراموں کے بارہ میں اظہار خیال فرمایا اور بتایا کہ سب لوگ پیش کئے جانے والے پروگراموں سے بہت خوش ہیں۔ تاہم بعض کا خیال ہے کہ روزانہ بارہ گھنٹے پروگرام کی کیا ضرورت ہے۔ فرمایا کہ یہ عالمی نشریات ہیں اور مختلف ممالک کے لوگ مقامی وقتوں کے سہولت سے ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ "ملاقات" پروگرام اسی وجہ سے دو مختلف وقتوں میں دکھایا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کے بارہ میں فرمایا کہ

بقیہ صفحہ (۱۰)

آسمان پر ایسے فیصلے ہوئے ہیں کہ دنیا کی تدبیریں خدا کی تقدیر کے تابع بدل دی جائیں گی۔

"...... اے عشاق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور اے عشاق توحید الٰہی جنہوں نے توحید الٰہی کے راز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سیکھے، جنہوں نے "لم یخش الا اللہ" کی تفسیر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پائی ہے، جنہوں نے عرفان الٰہی کے تمام راز خمخانہ توحید محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے جام بھر بھر کے پئے ہیں، میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جب تک تم خدا کی رضا کی خاطر اس حج سے رکے رہو گے جس کی راہ میں تمہارے لئے خطرات درپیش ہیں اور جھوٹی عزتوں کی کوئی بھی پرواہ نہیں کرو گے خدا کی قسم آسمان پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت کے ظل کے طور پر تمہارا حج ضرور قبول کیا جائے گا اور ضرور قبول کیا جائے گا اور ضرور قبول کیا جائے گا۔

پس اے وہ حاجیو جو بظاہر حج سے محروم ہو تمہیں مقبول حج کی مبارک ہو اور یہ عید آج کے لئے بھی مبارک ہو، کل کے لئے بھی اور آئندہ ہمیشہ تمام احمدیوں کی نسلوں کے لئے بھی مبارک ہو۔

اس ضمن میں میں اپنی اس مبشر رویا کا ذکر کر دیتا ہوں۔ مجھے نظر آرہا ہے کہ آسمان پہ ایسے فیصلے ہوئے ہیں کہ دنیا کی تدبیریں خدا کی تقدیر کے تابع بدل دی جائیں گی۔

رویا میں میں نے حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا تھا اور اس کا ذکر پہلے بھی میں کر چکا ہوں۔ عید سے پہلے، گذشتہ عید سے پہلے، میں نے رویا میں آپ کو دیکھا۔ بالکل مختصر سے رویا تھی۔ لیکن بالکل ایسے جیسے ایک زندہ نظارہ دیکھا جا رہا ہو۔ اور بہت ہی عجیب کیفیت پیچھے چھوڑ جانے والی تھی۔ آپ تشریف لائیں۔ مجھے کہا کہ میاں ہیلی کاپٹر کا انتظام کرو اور مجھے ہیلی کاپٹر پہ بٹھا کر خانہ کعبہ کا طواف تو کروا دو۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں اماں جان میں کرتا ہوں اور یہ رویا ختم ہو گئی۔ اتنی مختصر رویا۔ اتنا گہرا اثر میرے دل پر چھوڑ گئی کہ ساری رات اس کی کیفیت میں میں کھویا گیا۔ سارے بدن کو جیسے کسی نے سہلا دیا ہو۔ ایک عجیب کیفیت تھی درد کی، عجیب کیفیت تھی تسکین کی، طمانیت کی۔ خدا تعالیٰ نے اس چھوٹی سی رویا کے ذریعہ مجھے یہ خوش خبری عطا فرمائی۔ ہیلی کاپٹر میں یہ مضمون بھی ہے کہ گو دنیا میں تمہارے لئے ابھی وہ راہیں کھلی نہیں جن پر چل کر تم خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہو لیکن میں تمہیں خوش خبری دیتا ہوں کہ آسمان پر ان راہوں کو کھولنے کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ اور یقیناً وہ وقت آئے گا جب کہ آسمان کی تقدیر دنیا کی تقدیر پر غالب آ جائے گی اور تمام دنیا کے احمدیوں کو اپنے دلوں کو عشق کی مے سے بھر بھر کے، خانہ کعبہ کے حضور حاضر ہو کر، عشق اور محبت اور والہیت کے ساتھ بیت الحرام کے طواف کی توفیق ملے گی۔ انشاء اللہ وباللہ التوفیق"

(اقتباس از خطبہ عید الاضحیٰ ۱۹۸۸ء فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

اچھی نصیحت وہ ہے جو اچھے کاموں کی طرف بھی رغبت پیدا کرتی ہے اور نصیحت کرنے والے کے لئے بھی دل میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

اداریہ

بیت اللہ کسی کی جاگیر نہیں

روزنامہ جنگ لندن (۱۶ اپریل ۱۹۹۴ء) میں مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے سیکرٹری اطلاعات کے حوالے سے ایک خبر شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ پاکستان میں قانونی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دئے جانے کی وجہ سے وہاں سے تو کوئی قادیانی حج بیت اللہ کے لئے نہیں جاسکتا اور یہ کہ جمعیت اہل حدیث اس ضمن میں سعودی حکام سے باضابطہ طور پر گفت و شنید کر رہی ہے کہ مرزائیوں کو حرمین میں داخلہ سے روکنے کے لئے موثر اقدامات کئے جائیں۔ ان کا کہنا ہے کہ قادیانیوں کا مسلمانوں کے روپ میں حج و عمرہ کے لئے حرمین شریفین جانا ان مقدس مقامات کی اہانت کے مترادف ہے۔

اعتقاد اور عمل کی رو سے واقعتاً کون صحیح اور سچا مسلمان ہے اور کون حقیقت اسلام سے عاری اور "مسلمانوں کا روپ" دھارے ہوئے محض نام کا مسلمان ہے۔ اس کا فیصلہ تو عالم الغیب والشہادہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ یہ دین اسی کا دین ہے۔ وہ علیم بذات الصدور ہے اسی کا فیصلہ اصل فیصلہ ہے وھو احکم الحاکمین۔

مذہب کا معاملہ بندے اور اس کے خدا کے درمیان ہے۔ ہمارے نزدیک نہ کسی انسان کو یہ حق حاصل ہے اور نہ واقعی طور پر اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی دوسرے کے مذہب کی تعیین کرے یا اس کے بارہ میں کوئی فیصلہ دے۔ اس لئے ہمیں اس بات کی ہرگز کوئی پرواہ نہیں کہ آپ ہمیں مسلمان سمجھتے ہیں یا نہیں۔ ہم بفضلہ تعالیٰ اپنے خالق و مالک اللہ کی نظر میں مسلمان ہیں تو یہی ہمارے لئے کافی ہے۔ دنیا کی کسی حکومت یا اسمبلی سے اپنے اسلام کے لئے کسی سند کی ضرورت نہیں اور نہ ہمیں اس کی کوڑی کی بھی پرواہ ہے۔

یہ درست ہے کہ احمدیوں کے لئے حج بیت اللہ پر جانے کی راہ میں بہت سی قانونی روکیں حکومت پاکستان اور سعودی حکومت کی طرف سے حائل ہیں اور ہزارہا احمدی مسلمان محض اس وجہ سے حج اور عمرہ کی سعادت سے محروم ہیں کہ بدقسمتی سے بعض مسلمان حکومتوں کی طرف سے ان کے حج اور عمرہ کے لئے جانے پر پابندی عائد ہے۔

مکہ معظمہ میں واقع وہ مقدس گھر روئے زمین پر وہ سب سے پہلا گھر ہے جو خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے بنایا گیا۔ وہ گھر جو بلا امتیاز مذہب و ملت و رنگ و نسل تمام بنی نوع انسان کا سانجھا اور مشترک گھر ہے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے "ان اول بیت وضع للناس" یہ وہ پہلا گھر ہے جس کے ساتھ تمام انسانوں کے فوائد وابستہ ہیں۔ جو نہایت مبارک اور "ھدی للعالمین" تمام جہانوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے۔ ہاں وہ "الکعبہ"، "البیت الحرام" جسے خدا تعالیٰ نے "قیاماً للناس" تمام انسانوں کے لئے دائمی ترقی کا ذریعہ بنایا۔ ہاں ہاں وہی گھر جسے خدا تعالیٰ نے "مثابۃ للناس" تمام انسانوں کے بار بار جمع ہونے کی جگہ "وامنا" اور امن کا مقام قرار دیا۔ جس کے حج اور عمرہ کے لئے اعلان عام کرتے ہوئے فرمایا "وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا" کہ تمام انسانوں میں سے جو بھی اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو اس کا فرض ہے کہ وہ اللہ کی خاطر اس گھر کا حج کرے ـــــــ آج احمدیوں کو اس گھر کے حج اور عمرہ سے روکا جاتا ہے۔ کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کب ان تمام آیات قرآنی کو منسوخ فرمایا ہے جن میں اس نے اس مقدس گھر کو "للناس" قرار دیا ہے یا آپ لوگوں نے خدا کے اختیار اپنے ہاتھوں میں لے لئے ہیں کہ جس کو چاہیں آپ اس گھر میں داخل ہونے دیں اور جسے چاہیں اس سے روک دیں۔ یہ گھر خدا کا گھر ہے اور کس کی ذاتی جاگیر نہیں۔ ہم قرآن کی زبان میں یہی کہتے ہیں۔

"کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی دیکھ بھال کرنا ایسا ہی سمجھ رکھا ہے جیسے کوئی اللہ پر ایمان لے آئے اور آخرت کے دن پر بھی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔ وہ اللہ کے نزدیک ہرگز برابر شمار نہیں ہو سکتے۔ اور اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا" (التوبہ: ۱۹)

"اور اس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جس نے اللہ کی مساجد سے روکا کہ ان میں اس کا نام بلند کیا جائے اور انہیں ویران کرنے کی کوشش کی۔ (حالانکہ) ان لوگوں کے لئے اس کے سوا کچھ جائز نہ تھا کہ مسجدوں میں ڈرتے ہوئے داخل ہوں ان کے لئے دنیا میں ذلت اور آخرت میں بہت بڑا عذاب (مقدر) ہے" (البقرہ: 115)

ہمارے سید و مولا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور بے عیب حیات طیبہ میں تو کوئی ایسی نظیر نہیں ملتی کہ آپ نے کبھی کسی خدائے واحد کی پرستش کرنے والے کو حج بیت اللہ سے روکا ہو اور نہ ہی آپ کے مقدس خلفائے راشدین کے مبارک دور میں ایسی کوئی مثال پائی جاتی ہے۔ ہاں البتہ قرآن و حدیث سے یہ ضرور ثابت ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو مشرکین مکہ نے حج اور عمرہ سے روکا تھا۔ کیا صلح حدیبیہ کا واقعہ آپ کو معلوم نہیں۔ قرآن مجید اور سنت محمد مصطفیٰ کے اس نہایت روشن اور شفاف آئینہ میں اپنی صورت دیکھئے۔ اگر دل کی آنکھوں میں کچھ بھی روشنی باقی ہو تو شائد آپ یہ جان سکیں کہ کون مسلمان ہے اور کون "مسلمانوں کا روپ" دھارے ہوئے ہے۔ اگر آپ ہمارے حج بیت اللہ کی راہ میں روکیں پیدا کر کے اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے طرز عمل کو اپنا کر اس پر خوش اور نازاں ہیں تو یہ بدبختی آپ کو مبارک ہو۔ ہمارے لئے تو خدا اور اس کا رسولؐ کافی ہیں۔ آپ جتنی چاہیں روکیں کھڑی کر دیجئے خدا اور رسولؐ اور مکہ و مدینہ کی محبت کو ہمارے دلوں سے نہیں نکال سکتے۔ ہمارے دل عشق الٰہی میں سرشار اس کے گھر کا طواف کرتے، اس کے سنگ آستانہ کو محبت سے چومتے اور اس کی راہ میں ہر دم قربان ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ وقت آئے گا جب یہ تمام روکیں اٹھا دی جائیں گی اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین ...... الخ" کے مبارک الفاظ میں دی جانے والی عظیم الشان بشارت آپؐ ہی کے صدقے، آپؐ ہی کے فیض سے، آپؐ کے موعود مہدی علیہ السلام کے ادنیٰ غلاموں کے حق میں بھی بڑی شان سے پوری ہوگی۔ انشاء اللہ۔

احادیث النبی ﷺ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بِنْ اَبِيْ اَوْفىٰ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَاَيَانَفُ وَلاَ يَسْتَنْكِفُ اَنْ يَّمْشِيَ مَعَ الاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِيْ لَهُمَا حَاجَتَهُمَا. (مُسند دارمی باب في تواضع رسول الله ﷺ)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی بیوہ یا مسکین کے ساتھ جا کر ان کی کسی ضرورت کے پورا کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں فرماتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا بِيَدِهِ وَلاَ امْرَاَةً وَلاَ خَادِمًا اِلاَّ اَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْئٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ اِلاَّ اَنْ يُنْتَهَكَ شَيْئٌ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمِ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. (مسلم، كتاب الفضائل باب مباعدة الأثام واختياره من المابح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ نہ کسی عورت کو اور نہ کسی نوکر کو سوائے اس کے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد میں مصروف ہوں۔ اور کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کو کسی نے تکلیف پہنچائی ہو اور آپ نے تکلیف پہنچانے والے سے اپنا انتقام لیا ہو سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے محارم میں سے کسی کی ہتک کی گئی ہو۔ ایسی صورت میں آپ اللہ تعالیٰ کی خاطر انتقام لیتے تھے۔

عید قربان

عید قربان ہے کچھ رقص کا سامان کرو
موج ہو موج تو پیدا کوئی طوفان کرو

آج پھر آتش نمرود شرار افشاں ہے
ان شراروں کو گل و لالہ و ریحان کرو

آج اللہ کے فرمان سے منکر ہے جہاں
تم ہو اللہ کے تو اللہ کا فرمان کرو

شرق و غرب ایک ہو اور ایک جنوب و شمال
ہند کو شام کرو مصر کو کنعان کرو

عید قرباں یہ سبق دیتی ہے ہم کو تنویرؔ
بیٹا قربان جو کرنا پڑے قربان کرو

(روشن دین تنویر۔ مرحوم)

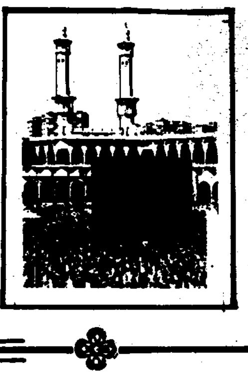

حج

اہل اسلام کے قومی اجتماع کا ایک سفر

(از افاضات حضرت حاجی الحرمین مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

" حج .... اسلام کا ایک اعلیٰ رکن ہے۔ باوجود اس کے کہ نوٹس اور اشتہاروں کی کثرت ہو رہی ہے اور ہر جگہ مجلس اور سوسائٹیاں جوش و خروش سے قائم ہو رہی ہیں مگر پھر بھی دنیا میں کوئی مجلس ایسی دید و شنید میں نہیں آئی جس کے ممبر پانچ وقت جمع ہوتے ہوں مگر جناب الٰہی نے اطاعت اور طہارت کے ساتھ پانچ وقت جمع ہونے اور مل کر اس کی عظمت و جبروت کو بیان کرنا مسلمانوں کا فرض کر دیا ہے۔ کوئی شہر اور قصبہ نہ دیکھو گے جس کے ہر محلہ میں اسلام کی پنجگانہ کمیٹی نہ ہوتی ہو لیکن اس روزانہ پانچ وقت کے اجتماع میں اگر تمام باشندگان شہر کو اکٹھا ہونے کا حکم دیا جاتا تو یہ ایک تکلیف مالایطاق ہوتی۔ اسی لئے تمام شہر کے رہنے والے مسلمانوں کے اجتماع کے لئے ہفتہ میں ایک دن جمعہ کا مقرر ہوا۔ پھر اسی طرح قصبات اور دیہات کے لوگوں کے اجتماع کے لئے عید کی نماز تجویز ہوئی اور چونکہ یہ ایک بڑا اجتماع تھا اس لئے عید کا جلسہ شہر کے باہر میدان میں تجویز ہوا۔ لیکن اس سے پھر بھی کل دنیا کے مسلمان میل ملاپ سے محروم رہتے تھے اس لئے کل اہل اسلام کے اجتماع کے لئے ایک بڑے صدر مقام کی ضرورت تھی تا کہ مختلف بلاد کے بھائی اسلامی رشتہ کے سلسلہ میں یکتا باہم مل جاویں لیکن اس کے لئے چونکہ ہر فرد بشر مسلمان اور امیر اور فقیر کا شامل ہونا محال تھا اس لئے صرف صاحب استطاعت منتخب ہوئے تا کہ تمام دنیا کے مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر تبادلہ خیال کریں اور مختلف خیالات و دماغوں کا اجتماع ہو اور سب مل کر خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا بیان کریں۔ حج میں ایک کلمہ کہا جاتا ہے۔ لبیک لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اے مولیٰ تیرے حکموں کی اطاعت کے لئے اور تیری کامل فرمانبرداری کے لئے میں تیرے دروازے پر حاضر ہوں۔ تیرے احکام اور تیری تعظیم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ غرضیکہ یہ حقیقت ہے مذہب اسلام کی، جس کو مختصر الفاظ میں بیان کیا گیا ہے....... حج کے برکات میں سے ایک یہ تعلیم ہے جو کہ اس کے ارکان سے حاصل ہوتی ہے کہ انسان سادگی اختیار کرے اور تکلفات کو چھوڑ دے۔ اس کے ارکان کبر و بڑائی کے بڑے دشمن ہیں، دور دراز کا سفر اختیار کرنا پڑتا ہے، احباب اور اقارب چھوٹتے ہیں، سستی اور نفس پروری کا استیصال ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر ایک بات یہ ہے کہ ہزاروں ہزار سال سے ایک معاہدہ چلا آتا ہے وہ یہ کہ جناب الٰہی کے حضور حاضر ہو کر تحمید کرتا ہے اور بہت سی دعائیں مانگتا ہے۔

(الحکم، ۲۴ جنوری ۱۹۰۴ء صـ ۱۳)

"اسلام کی پانچویں اصل حج ہے۔ حج کیا ہے... اہل اسلام کے قومی اجتماع کا ایک سفر۔ مسلمان بھائی محلے محلے کے آپس میں ہر روز پانچ دفعہ نمازوں میں باہم مل لیا کریں۔ یہ بات محلوں کی مسجدوں میں پانچ بار حاصل ہو جاتی ہے اور شہر شہر کے اہل اسلام کا ملنا برسویں روز حج کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے...

...... نیاز مندی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک نیازمندی خادمانہ۔ خدام کی نیازمندی اپنے آقا اور بادشاہ کے سامنے۔ دوسرے نیاز مندی عاشقانہ۔ عاشق کی محبوب کے ساتھ۔ پہلی قسم کے نیازمند کو مناسب ہے کہ درباری لباس پہن کر بڑے ادب اور وقار سے مالک کے دربار میں حاضر ہو اور تمام حکام اور مربیوں کی اطاعت سے کان پر ہاتھ رکھ کر اطاعت کا اقرار کرے۔ ہاتھ باندھ حکم کا منتظر رہے۔ جھک کر تعظیم دے۔ زمین پر ماتھا رکھے۔ حضور کے غریب نوکروں کے لئے نذر دے۔ یہی مجملاً حقیقت نماز اور زکوٰۃ ہے۔

عاشقانہ نیاز میں ضرور ہے عاشق اپنے محبوب کے سامنے عشق میں بھوک اور پیاس بھی دیکھے۔ نہایت درجہ کے اس عزیز کو بھی جس کی نسبت لکھا ہے انسان ماں باپ چھوڑ کر اس سے متحد اور ایک جسم ہوگا۔ کچھ دیر کے لئے ترک کرے اور جہاں یقینی طور پر سن لیا ہو کہ میرے محبوب کی عنایات اور توجہات کا مقام ہے وہاں دوڑتا کودتا، سر کے عمامہ اور ٹوپی سے بے خبر پہنچے۔ پروانہ وار وہاں فدا ہو۔ کہیں دشمنوں کی روک ٹوک کی جگہ سن پائے تو وہاں پتھر چلاوے۔ یہی مجمل حقیقت روزے اور حج کی سمجھو۔ مولوی محمد قاسم مرحوم نے یہ صوفیانہ تقریر مفصل اپنے کسی رسالہ میں لکھی ہے......۔"

(حقائق الفرقان، جلد اول صـ ۳۳۱ ۔ ۳۳۴)

"کل دنیا کی ترقی کا مدار قومی اجتماع پر ہے۔ تمام مہذب بلاد میں جب تہذیب شروع ہوئی اس وقت بھی کلب و انجمنیں بنیں۔ حضور علیہ السلام کے دین میں اللہ تعالیٰ نے قومی اجتماع کے عجیب و غریب سامان تجویز فرمائے اور ایسے روحانی محرک ان میں رکھے جس کے باعث ان انجمنوں کے برہم ہونے کا خطرہ نہ رہا۔

اہل محلّہ کے روزانہ اجتماع کے لئے پانچ وقت کی جماعت کو واجب کیا۔ رات کو سب لوگ اپنے گھروں میں سوتے ہیں۔ شبینہ واقعات میں اگر ہمدردی کی ضرورت ہے تو علی الصبح نماز فجر کی جماعت میں یہ امر حاصل ہے۔ اب بازار کی آمد و رفت شروع ہوئی۔ مختلف معاملات خارجیہ پیش آئے تو دوپہر کے بعد جماعت کا وقت آ گیا۔ عصر روزانہ اوقات کا اختتام ہے اور ابھی اہل تجارت و حرفہ غالب عمرانات میں گھر نہیں پہنچے۔ عین اس وقت کے معاملات پر اگر ہمدردی کی ضرورت ہے تو عصر کی جماعت کا عمدہ موقع ہے۔ شام کو گھر پہنچے وہاں نئے معاملات جو غیبوبت میں ہوئے اگر باعث اجتماع ہیں تو جماعت نماز شام اس کے لئے موزوں ہے۔ نو دس بجے رات کو الگ الگ ہونے کا وقت آ گیا۔ مناسب ہے سب آپس میں الوداعی رخصت کر لیں اور یہی عشاء کا وقت ہے۔ اس روزانہ پانچ وقت کے اجتماع میں اگر تمام اہل بلاد کو تکلیف دی جاوے تو ایک قسم کی تکلیف مالایطاق ہے اس لئے تمام شہر کے اہل اسلام کے لئے ہفتے میں ایک دن جمعہ کا اس اجتماع کے لئے تجویز ہوا۔ لاکن اس اجتماع کے لئے حفظ صحت کے سامان کے واسطے نہانا، کپڑے بدلنا، صفائی ایک ضروری تھا۔ بنابر آں اس کا وقت قریب نصف النہار تجویز کیا گیا اور اس میں موسیٰ والی تشدید کہ سبت میں کام کرنے والے کو جلا دیا جائے عالمگیر مذہب میں، جس کا نام اسلام ہے، مناسب نہ سمجھی۔ زیادہ دیر تک اجتماع کو مخل صحت خیال کر کے اصل نماز سے اس نماز کو نصف کر دیا گیا اور ایک خطیب (اسپیکر) کو حکم دیا گیا کہ ضروریات پر کھڑے ہو کر لیکچر دے اور بعد نماز جمعہ کے حکم ہے چلے جاؤ اور منتشر ہو جاؤ۔ قصبات اور دیہات کے اجتماع کے لئے عید کی تجویز ہوئی۔ چونکہ یہ جلسہ بھاری اور سال میں کل دو دفعہ ہوتا تھا اور اس میں لوگوں کی کثرت تھی اس لئے تبدیل لباس اور عطر و خوشبو کا لگانا جیسے جمعہ میں حکم تھا اس میں بھی رہا۔ اور زیادہ تر اجتماع کے لحاظ سے حکم ہوا عید کا جلسہ شہر سے باہر میدان میں ہو تا کہ فریش ائر (تازہ ہوا) کی روک نہ رہے۔ چونکہ میدان محل انجمن ٹھہرا اور غالب عمرانات میں دھوپ کا خوف ہوا اس لئے ابتدائے روز عید کا وقت ٹھہرایا گیا۔

عید میں روحانی محرک دو رکعت نماز ہے۔ اور بعد نماز کے ضروری باتوں پر لیکچر ہے (جسے خطبہ کہتے ہیں)۔

تمام قوموں میں میلوں کا رواج ہے اور میلوں کا ہونا عمدہ مصالح دنیوی پر مشتمل ہے۔ کل مذاہب اور تمام اقوام کے میلے خالص توحید سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ کہیں غیر اللہ کی پرستش ہے، کہیں صرف دنیوی خیال ہے جو فانی اور غیر باقی ہے۔ ان کو عظمت الٰہی سے کچھ سروکار نہیں۔ اسلامی میلہ عید کا، دنیا کے میلوں سے روحانیت میں بڑھا ہوا ہے۔

اب تمام اہل اسلام کے اجتماع کے لئے صدر مقام کی ضرورت تھی تا کہ مختلف بلاد کے بھائی اور اسلامی رشتے کے سلسلے میں یکتا باہم مل جائیں مگر ایسے اجتماع کے لئے اول تو کل اہل اسلام کا اکٹھا ہونا اور امیر و فقیر کا جانا محال تھا۔ علاوہ بریں فقراء اور محتاجوں کے جانے میں کوئی بڑے فائدے مترتب ہونے کی امید بھی نہیں ہو سکتی تھی اس لئے حکم ہوا:

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا

اور یہ بھی ہے کہ امراء کے حق میں عیش اور کبر ہی مہلک امراض اور ترقی کے دشمن ہیں۔ دور دراز کا سفر کرنا، احباب و اقارب کو چھوڑنا، سردی اور گرمی کی برداشت کرنا، مختلف بلاد کے علوم اور فنون اور اقسام مذاہب اور عادات پر واقف ہونا سستی اور نفس پروری کا خوب استیصال کرتا ہے۔

حج کے اعمال کبر و بڑائی کے سخت دشمن ہیں۔ زیب و زینت کو ترک کرنا، غرباء کے ساتھ ننگے سر کوسوں چلنا، دنیاداروں، مستوں عیاشوں کو کیسی کیسی ہمت بڑھانے کا موجب ہے۔ غرض حج کیا ہے۔ اسلامیوں کو تجربہ کار اور ہوشیار بنانا ہے۔

بے ریب ایک ملک کے فوائد کو دوسرے ملک تک پہنچانے میں جیسی طاقت دولتمند رکھ سکتے ہیں ویسی علی العموم غریب لوگ نہیں رکھ سکتے۔ ایسے صدر مقام کے لئے کونسا مکان تجویز ہوتا۔ پس مکہ معظمہ سے کوئی مکان بہتر نہ تھا۔ کیونکہ اول تو وہ مقام مبدا اسلام تھا۔ دوم اس میں ایسے لوگوں کی یادگاری تھی جن کی سعی اور کوشش سے سخت سے سخت بت پرستی کا دنیا میں استیصال ہوا اور خالص الٰہی توحید قائم ہوئی۔

احرام: تمام مساعی جمیلہ اشاعت اسلام کے جن لوگوں سے سرزد ہوئے ان کا مولد وہی شہر تھا اگر کوئی چیز جوش دلانے والی دنیا میں ہو سکتی تھی تو مکے سے بہتر کوئی بھی نہیں۔ الاامراء کے ساتھ جن پر حج فرض ہے ممکن بلکہ ضرور تھا کہ ان کے نوکر چاکر بھی حج کرنے ساتھ جاویں اور کچھ لوگ غرباء میں سے عشق کے مجبور کئے ہوئے بھی وہاں پہنچیں۔ اس لئے اسلام نے بغرض کمال اتحاد اہل اسلام تجویز فرمایا کہ سب لوگ سادہ دو چادروں پر اکتفا کر کے امیر و غریب یکساں سر سے ننگے، کرتے سے الگ، سادہ وضع پر ظاہر ہوں تا کہ ان کی یکتائی اور اتحاد کامل درجے پر پہنچے۔ اس حالت کا نام احرام ہے۔ کچھ عقلی حسن اس کا سن چکے ہو کچھ اور سن لو زیب و زینت کی پہلی سیڑھی حجامت بنوانا، بال کٹوانا ہے اور اس کی ان ایام میں ممانعت ہے جو وضع کے پابندوں کو محال نظر آتی ہے اور کتب مقدسہ میں اس طرز کی نظیر موجود ہے۔

"نذیر کے سر پر استرانہ پھیرا جائے جب تک

ASIAN JEWELLERY AT
DISCOUNTED PRICES
LATEST DESIGNS IN STOCK
UK DELIVERY ARRANGED
CUSTOMER DESIGNS
WELCOME
DHULAN JEWELLERS
126 MILTON STREET
PALFREY, WALSALL
WEST MIDLAND WS1 4LN
PHONE 0922 33229

OPEN 7 DAYS A WEEK FOR
FREE DELIVERY
081-877 0469/1040
PIZZA
PASTA
BURGERS
MILK SHAKES
FRIED CHICKEN
ARNEY'S
164 GARRAT LANE,
LONDON SW18 4DA
SPECIALISTS IN HOME
DELIVERY

وے دن جن میں اس نے اپنے آپ کو خداوند کے لئے نذر کیا ہے گزر نہ جاویں۔ سر کے بال بڑھنے دے"۔

(گنتی ۶ باب: ۵)

طواف: پھر اس مسجد میں جس کے وجود اور جس کی عظمت کا عنقریب ہم ثبوت دیں گے ابراہیمی عبادت کی طرح پر ایک عبادت ہے جسے طواف کہتے ہیں۔ پروانہ وار چند بار الہٰی مسجد کے گرد گھومنا اس طواف کا ثبوت اگر دیکھنا ہو زبور ۲۶ کو دیکھو۔

سعی: پھر صفا اور مروہ کے درمیان بیادگار ام اسماعیل ہاجرہ علیہا السلام چلنا۔ ہاجرہ کو جب ابراہیم نے یہاں چھوڑا تو انہوں نے ابراہیم سے پوچھا تو ہمیں کس کے سپرد کرتا ہے تو ابراہیم نے فرمایا خدا کے سپرد اور اسی کے حکم ہے۔ تب ہاجرہ نے کہا جاؤ۔ وہ اللہ تعالیٰ ہم کو ضائع نہیں کرے گا۔ آخر پیاس کی شدت میں پانی کی جستجو میں جب یہاں دوڑیں تو خدا نے زمزم سے ان کی امداد کی۔ اس قسم کی یادگاریں اولاد ابراہیم میں مروج تھیں۔ (دیکھو پیدائش ۳۵ باب: ۱۵) ۔ بلکہ یشوع نے بارہ پتھر جن کا ذکر یشوع ۴ باب میں ہے دریا سے صرف یادگار کے لئے اٹھائے اور دریا کے باہر لاکر رکھے۔ پولا ہلانے کی رسم جس کا ذکر احبار ۲۳ باب: ۱۰ میں عیسائی مانتے ہیں مسیح کے جی اٹھنے کی یادگار ہے۔

میدان عرفات میں: پھر عرفات کے میدان میں جانا ایک ضروری فعل حج کا ہے جہاں نہ کوئی پتھر، نہ کوئی درخت، صرف یاد الٰہی ہے اور اسی سے دعا۔ دیکھو موسیٰ بھی فرعون کو کہتے ہیں۔ خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ میرے لوگوں کو جانے دے تاکہ وے بیابان میں میرے لئے عید کریں۔

حلق: پھر حلق (یعنی سر کو منڈوانا) ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ بہت دنوں سر کھلا رہا۔ گرد و غبار پڑا۔ عام لوگوں کو سامان سر دھونے کا اس سے بہتر کیا ہے کہ سر منڈوا دیں یا بالوں کو کٹوائیں۔ حلق کا رواج اور اس کا ثبوت مقدسہ کتب میں موجود ہے (دیکھو ایوب ۱ باب: ۲۰) ۔ نذیر جماعت کے خیمے کے دروازے پر سر کی منت منڈا دے۔ گنتی ۶ باب: ۱۸ اور احبار ۱۴ باب: ۹ میں تو چار ابرو کا صفایا مندرج ہے۔ متی ۸ باب: ۴ میں اس کا جواز اور ان رسوم کا اتباع دیکھ لو۔

قربانی: نذیر کے پاس اگر کوئی ناگہاں مرجاوے تو ایسی قمریاں یا کبوتر ایک خطا کی قربانی اور ایک سوختنی قربانی گزارے اور نذیر قربانی بے عیب یک سالہ برہ ایک خطا کی قربانی۔ دوسرا سوختنی قربانی کے لئے اور فطیری روٹی چپڑی ہوئی اور مہدی۔ میدے کے کلچے تیل سے چپڑے ہوئے کاہن کو دے۔ گنتی ۶ باب: ۱۰ اور دیکھو پیدائش ۸ باب: ۲۰ و ۱۲ باب: ۸)

کثرت قربانی ۔ ۲ تاریخ ۷ باب: ۵ اور سلاطین ۸ باب: ۵ میں دیکھنے کے قابل ہے

تلبیہ: ہاں اتنی بات رہ گئی۔ مقدسہ کتب میں اجتماع کے لئے ترئی اور ناقوس کی ابدی رسم ہے۔ اسلام نے اس کے بدلے کہیں اذان کے لطیف کلمات اور حج میں لبیک لبیک اللھم لبیک لا شریک .... الخ

توجہ الی القبلہ: توجہ الی القبلہ سچ ہے شک نہیں۔ سجدہ پرلے درجے کا عجز اور نیاز ہے۔ یہ عمدہ فعل ضرور ہے کسی طرف واقع ہو اور کوئی طرف ہو، اس میں مخلوق کا ہونا ضروری ہے اس لئے شارع نے خود ایک جہت مقرر کر دی جس میں کئی فائدے ہیں۔

اول ۔ یہ اشارہ کہ سب کو چاہئے ایک دل ہو کر معبود حقیقی کی عبادت کریں۔

دوم ۔ اہل اسلام اور منافقین میں مابہ الامتیاز ہو۔ اسی واسطے مکے میں آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور مدینے میں جب تشریف لائے تو بعد چند مدت کے مکے کی طرف توجہ فرمائی۔ قرآن خود اس سر اور بھید سے آگاہ کرتا ہے۔ جہاں فرماتا ہے:

وما جعلنا القبلۃ .... الخ

سوم ۔ جماعت کے انتظام میں خلل نہ ہو اور تمام دنیا کے اہل اسلام یک جہت رہیں۔

چہارم ۔ قبلے کی طرف منہ کرنا، ملت ابراہیمی کا نشان اور ان کی اولاد کا معمول ہے۔

دیکھو یشوع اور سارے اسرائیلی بزرگوں نے اپنے کپڑے پھاڑے اور خداوند کے عہد کے صندوق کے آگے شام تک اوندھے پڑے رہے۔

(یشوع ۷ باب: ۶، سلاطین ۸ باب: ۲۸، ۴۸)

ترکیب آنے کی مقدس میں احبار ۱۶ باب: ملاکی ۳ باب: ۱۴ اور تیرے آگے سجدہ کریں گے۔ وے تیرے آگے منت کریں گے اور کہیں گے یقیناً خدا تجھ میں ہے۔ (یسعیا ۴۵ باب ۱۴ ۔ دعا بیت اللہ میں مقبول ہوئی۔ ۲ تاریخ ۷ باب ۱۵

دانیال اپنی کوٹھڑی کا دریچہ جو یروشلم کی طرف تھا کھول کر دن میں تین دفعہ گھٹنے ٹیک کر اور داؤد بیت ایل کی طرف خدا کے حضور دعا اور شکر گزاری کرتے رہے۔

دانیال ۶ باب: ۱۰ اور زبور ۱۳۸: ۲ اور زبور ۹۹: ۹)

حجر اسود: حجر اسود کیا ہے؟ ایک بن گھڑا پتھر ہے۔ چونکہ گھڑے ہوئے پتھروں کی عبادت ہوتی تھی اس واسطے ابراہیمؑ نے اور ان کی اولاد نے یادگار کے لئے بن گھڑے پتھر رکھے تھے۔ (پیدائش ۲۸ باب: ۱۸) ۔ یعقوب نے پتھر کھڑا کیا اور اس پر تیل ڈالا اور پیدائش ۳۵ باب: ۱۵ اور یشوع ۴ باب: ۵، ۶ ۔ ہر ایک تم میں سے بنی اسرائیل کے فرقوں کے مطابق ایک ایک پتھر اپنے کاندھے پر رکھے تاکہ تمہارے درمیان نشان ہو۔ پادری ان باتوں سے انکار نہیں کر سکتے۔

پرانے زمانے میں کیا اس زمانے میں بھی یہی تصویری زبان کا رواج ہے۔ اکثر آریہ ورت کے قصص تصویری زبان میں ہیں اور کئی اخباروں میں تصویری زبان معمول ہے۔ سکندر اور دارا کے قصے میں تصویری زبان کی گفتگو مشہور ہے۔ عیسائی بھی تسلیم کرتے ہیں۔ یشوع کے بارہ پتھر بارہ حواریوں کا اشارہ جانتے ہیں۔ یہودی قربانیاں مسیح کے برے کی پھانسی بتاتے ہیں بلکہ ختنہ بھی عیسیٰ بن مریمؑ کے قتل کا نشان کہتے ہیں۔ پولا ہلانا جس کی نسبت احبار ۲۳ باب ۱۰ میں حکم ہے مسیح کا جی اٹھنا بیان کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ متی ۲۱ باب: ۳۳ ۔ ۴۲ میں لکھا ہے بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے آباد کیا۔ ایک باغ کا مہتمم بنایا (ایک شرع کا) مگر انہوں نے نافرمانی کی یہاں تک کہ اپنے آخری صلح کار (اکلوتے بیٹے) کو مار ڈالا۔ اس لئے خدا ان کو سزا دے گا۔ کونے کے پتھر سے جسے معماروں نے ناپسند کیا۔ یہی مضمون یسعیاہ ۲۸ باب ۱۶ میں ہے اور دانیال ۲ باب: ۳۴ میں ہے۔ یہود غیر قوموں کو بھی پتھر کہتے تھے اور ہمیشہ بنی اسماعیل کہ یہ معمار قوم حقیر جانتے تھے الاعرب میں قدیم سے اسی لئے کہ وہ ان پڑھ قوم تھی تصویری زبان میں بطور پیشین گوئی اور بشارات کے یہ یسعیاہ ۲۸ باب ۱۶ اور متی ۲۱ باب: ۴۲ اور دانیال ۲ باب: ۳۴ والا کلام کے میں اس طرح سے تحریر ہوا کہ بیت اللہ کے کونے پر ایک بن گھڑا پتھر نصب کیا گیا جس کے ساتھ یہ بات کی جاتی تھی کہ اسے صرف ہاتھ لگاتے جو بیعت اور اقرار کا نشان ہے۔ مطلب یہ کہ اس پاک شہر میں وہ کونے کا پتھر ہوگا۔ جس کے ہاتھ پر بیعت کرنا ضرور ہے۔ جو کوئی اس پر گرے گا چور ہوگا جس پر یہ گرا اسے پیس ڈالے گا۔ حسب بیان دانیال ۲ باب بابل کا حال دیکھ لو۔

نادان کہتے ہیں مسلمان پتھر کی پرستش کرتے ہیں۔ آریہ اور عیسائی بتائیں عبادت کسے کہتے ہیں۔ عبادت میں استتی، حمد اور تعریف، پرارتھنا یعنی دعا اور اپاسنا یعنی دھیان ضرور ہے۔ بتائیں مسلمان کب اس پتھر کی تعریف اور اس سے دعا اور اس کا دھیان کرتے ہیں۔ اسلامی کسی عبادت میں اس پتھر کا ذکر ہی نہیں بلکہ عبادات اسلامیہ میں تو مکے کا بھی ذکر نہیں۔ اس کی عبادت کیا ہوگی؟۔ اگر اس کو ہاتھ لگانا یا چومنا عبادت ہے تو سب لوگ بیاہی ہوئی عورتوں کے عابد اور خدا کو سجدہ کرنے والے زبان کے پجاری ہوں گے۔ بات یہ ہے کہ مقدس مقام میں تصویری زبان کے اندر یہ گفتگو ہے کہ نبوت کی پاک محل سرا میں کونے کا پتھر یہاں مکے سے نکلے گا بلکہ مسیحؑ نے متی ۱۲/۱۲ باب: ۳۳ میں خود کہا کہ یہ تمثیل ہے"۔

(حقائق الفرقان جلد اول صـ ۵۰۴ ۔ ۵۱۰)

"ایک شخص نے اعتراض کیا کہ مسلمان سنگ اسود کو بوسہ دیتے ہیں۔ میں نے کہا کیا تم کسی کے بوسہ لینے کو پرستش سمجھتے ہو۔ پھر اس نے کہا تم قبلہ کی طرف منہ جو کرتے ہو۔ میں نے کہا کہ تم میری طرف منہ کر کے کھڑے ہو کیا یہ پرستش ہے؟ پھر نماز کے تمام ارکان کی طرف خیال کرو کعبہ کی طرف منہ نہیں رہتا بلکہ رکوع میں زمین کی طرف ہوتا ہے۔ دائیں بائیں بھی منہ ہوتا ہے ۔ پس کسی کی طرف منہ کرنا اور بات ہے اور پرستش کرنا اور بات۔ پھر یہ کہ مکہ معظمہ کی نسبت نہ کوئی خواہش ہے نہ کوئی درخواست مکہ معظمہ سے ہوتی ہے، نہ کوئی اس سے التجا کرتے ہیں۔ ہاں حضرت نبی کریمؐ کے روضہ مقدسہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تو لوگ خیال کر سکتے تھے کہ یہ نبی کی پرستش کرتے ہیں۔ مگر جو لوگ مکہ کے درمیان ہوتے ہیں ان کی اور خصوصاً حنفی مصلی والوں کی تو مدینہ کی طرف پیٹھ ہوتی ہے۔

انسان کی ایک روح ہوتی ہے۔ روح کا تو آگا پیچھا دایاں بایاں کچھ نظر نہیں آ سکتا۔ پس جو عبادت روح سے متعلق ہے اس کے ساتھ جہات کو کوئی تعلق نہیں مگر جسم میں چونکہ جہات ہیں اس لئے عبادت میں بھی ایک جہت کی ضرورت تھی۔ توجہ الی القبلہ سے یہی مقصود ہے کہ مسلمان اپنی عبادت میں خدا تعالیٰ کے فرمان کی پابندی کر کے پورے موحد اور فرمانبردار ہونے کا ثبوت دیتا ہے کہ میری اپنی کوئی خواہش نہیں (حتیٰ کہ تیرے حضور کھڑا ہونے میں بھی) پھر یہ مسلمان اس لئے اس طرف منہ کرتے ہیں کہ حکم مکہ سے صادر ہوا اس لئے اسی طرف توجہ کرتے ہیں۔ پھر یہ کہ یک جہتی بڑی اچھی چیز ہے۔ کوئی کسی طرف کوئی کسی طرف منہ کر لیتا تو یہ بات اچھی نہ ہوتی بلکہ یہ امر افتراق کا موجب ہو جاتا۔ عبادت کے لئے ایک نہ ایک جہت ضرور اختیار کرنی پڑتی ہے جنہوں نے خدا تعالیٰ کے حکم کو چھوڑا ان کو پتھروں اور درختوں کی پرستش کرنی پڑی ہے......"

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۵ مارچ ۱۹۰۹ء بحوالہ حقائق الفرقان جلد اول صـ ۱۶۱، ۱۶۲)

ذہن پر باقی ہے نقش اس شخص کی تحریر کا
جس نے جو لکھا نوشتہ بن گیا تقدیر کا

آہ نے سینہ کی چادر اوڑھ لی، چھپتی پھری
زخم نے چہرہ پہ لکھا فیصلہ شمشیر کا

شاخ کی سولی چڑھے گا پھول کا اجلا بدن
مسکرانے پر ابھی تک حکم ہے تعزیر کا

چاند کیا نکلا کہ سارا شہر پاگل ہوگیا
چاندنی کا سحر حلقہ بن گیا زنجیر کا

جس کی دھن میں سرگراں ہو وہ تو کب کا جا چکا
بیٹھ کر اب آئینہ دیکھا کرو تصویر کا

تو نے خود رسوا کیا ہے کر کے اپنے سے جدا
میں تو خوشبو تھا مگر قائل نہ تھا تشہیر کا

(پروفیسر ڈاکٹر ناصر احمد پرویز پروازی)

Kenssy
Fried Chicken
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

خطبہ جمعہ

سب سے بڑا محسن جو دنیا میں کہیں پیدا ہوا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ کی طرف سے کبھی کسی کو کوئی شر نہ پہنچ سکتا تھا، نہ پہنچا بلکہ سلام ہی سلام پہنچا ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بتاریخ ۲۲ اپریل ۱۹۹۴ء مطابق ۱۱ ذوالقعدہ ۱۴۱۴ ہجری قمری / ۲۲ شہادت ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ⑪ (الحجرات آیت ۱۱)

اس آیت پر اور اس سے تعلق رکھنے والے مضمون پر گفتگو سے پہلے میں چند جماعتی جلسوں اور اجتماعات کا اعلان کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ سب ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور وہ اپنا ذکر سن کے خوش ہوں اور نیکی کی مزید تحریک دلوں میں پیدا ہو۔

جماعت احمدیہ غانا کا جلسہ سالانہ کل اکیس اپریل سے شروع ہو چکا ہے اور تین دن تک جاری رہے گا۔ ہفتہ کو اختتام پذیر ہو گا۔ جماعت احمدیہ غانا کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے ملک پر بہت گہرا اثر ہے اور دنیا کے تمام ممالک میں اس لحاظ سے غانا کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اگرچہ کثرت کے لحاظ سے اور بھی بہت سے ممالک ہیں جن میں بکثرت احمدیت ہے مگر جماعت کی نیک نامی کا نمایاں طور پر شہرہ اور بہت سی اعلیٰ روایات سے متعلق ملکی حکومت کے علاوہ بھی ہر سطح پر یہ ذکر خیر ملنا، اس پہلو سے جماعت احمدیہ بہترین کام کر رہی ہے۔ اس حد تک یہ بات وہاں خداتعالیٰ کے فضل سے رائج ہو چکی ہے کہ یونائیٹڈ نیشنز کی طرف سے کوئی وفد آئے یا غیر ممالک کے Dignitaries آئیں، ان کے پروگراموں میں بھی جماعت احمدیہ کے مرکز میں جاکر ان تک پیغام تہنیت دینا یہ گویا ایک لازمہ سا بن گیا ہے۔ حال ہی میں یونائیٹڈ نیشنز کی طرف سے غانا پر ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں خصوصیت سے جماعت احمدیہ کی خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے۔ تو اس پہلو سے وہاں جماعت کا بہت بلند وقار ہے اور اس وقار کو قائم رکھنا اور اس نام کی شہرت کے لحاظ سے واقعتہً جماعت احمدیہ کی تعداد میں بھی اضافہ کرنا اور نیک کاموں میں بھی اضافہ کرنا یہ اب ان کی اولین ذمہ داری ہے۔ بعض دفعہ نیک نامی کا دائرہ زیادہ وسیع ہو جایا کرتا ہے اور حقیقت میں جو تعداد بعض نیک کاموں میں مشغول ہوتی ہے، وہ تعداد تھوڑی ہوتی ہے۔ چند لوگوں کے نیک کام کثرت کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ کو اس سے تسلی نہیں ہونی چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیشہ میرے ذہن میں نیک نامی کا تصور یہی رہا ہے کہ اللہ جس پر تحسین کی نظر ڈالے۔ نیک نامی وہی ہے جو آسمان پر ہو۔ اس نیک نامی کے نتیجے میں اگر دنیا میں بھی نیک نامی نصیب ہو جائے تو یہ وہ نیک نامی ہے جو آسمان سے اترتی ہے اور پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اور حدیث پر یہ پیغام مبنی ہے کہ جب خداتعالیٰ کسی قوم کے حق میں کوئی بات لکھ دیتا ہے یا کسی فرد کو پسند فرمانے لگتا ہے تو ملاء اعلیٰ سے فرشتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ زمین پر اتریں اور اس شخص کی یا اس قوم کی نیک نامیاں دنیا میں پھیلائیں۔ یہ وہ نیک نامی ہے جو حقیقت میں اپنے معنے رکھتی ہے، ورنہ محض رعب کسی قوم کا پیدا ہو جائے یا اس کے متعلق اچھی باتیں مشہور ہو جائیں، ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک وہی حقیقت ہے، جو میں نے بیان کی ہے، اللہ کے ہاں نیک لکھے جائیں، یہ سب سے بڑی کامیابی ہے اور جب یہ ہو اور پھر زمین پر باتیں ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں۔

پس جماعت احمدیہ غانا کو دو پہلوؤں سے اس نیک نامی سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اول تو اپنی تعداد کو بڑھائیں تاکہ ملک کا ہر حصہ جماعت احمدیہ کے فیض سے فیضیاب ہو اور دوسرے یہ کہ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو نیک کاموں میں ملوث کریں اور نیک کاموں میں صرف چند نیک آدمیوں کی خوبیاں ہی ساری جماعت کے حق میں نہ بٹتی پھریں بلکہ ہر احمدی کو کچھ نہ کچھ نیکی کے کاموں میں حصہ لینے کی توفیق ملے۔

دوسرے بھی بعض اجتماعات ہیں مثلاً جلسہ سالانہ جو ہو رہے ہیں ان میں ایک جماعت احمدیہ سری لنکا کا جلسہ سالانہ ہے چوبیس اپریل اتوار سے شروع ہو گا اور پچیس کو ختم ہو گا۔ یہ جماعت چھوٹی سی ہے مگر اٹھنے والی جماعت ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے خداتعالیٰ کے فضل سے ان میں ایک بیداری کی لہر دوڑی ہوئی ہے اور وہ اب بڑھنا اور پھولنا پھلنا سیکھ رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ جلد جلد ان کو باقی دنیا کی جماعتوں کی سطح پر تیز رفتاری سے آگے بڑھنے کا سلیقہ عطا فرمائے، حوصلہ بخشے، ان کی معاونت فرمائے اور ان کے بھی نیک اثر سارے ملک پر اسی طرح قائم ہوں جیسے غانا کے نیک اثر قائم ہیں۔

مجالس شوریٰ میں سے دو مجالس ہیں۔ ایک جماعت احمدیہ یو۔ ایس۔ اے۔ کی مجلس شوریٰ ہے اور ایک جماعت احمدیہ ناروے کی۔ یہ دونوں مجالس شوریٰ تین دن تک جاری رہیں گی اور چوبیس کو اختتام پذیر ہوں گی۔ مجلس شوریٰ سے متعلق میں گزشتہ خطبے میں تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں ان سب باتوں کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ خطبے ان جماعتوں نے براہ راست سنے ہیں۔ پس اسی مضمون کو اپنی اس شوریٰ پر بھی چسپاں کریں اور اسی کی ہدایت کے مطابق کام کریں۔ مرکزی بات اس خطبے کی یہ تھی کہ کوئی قوم حقیقت میں مشورہ دینے کی اہل نہیں ہوتی جب تک آپس میں محبت نہ پائی جائے اور محبت کے بغیر مشورے کی کوئی حقیقت نہیں ہے، ورنہ محبتوں کے بغیر کے مشورے تو دشمنی بن جایا کرتے ہیں، وہ تو ایک عذاب بن جاتے ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ "گلف وار" (Gulf War) سے پہلے امریکہ کے ایمبیسیڈر کی طرف سے صدر صدام کو مشورہ دیا گیا تھا کہ کویت پر حملہ کرنا تمہاری مرضی ہے، تمہارا کام ہے، ہمیں اس سے کیا۔ اور اس طرح ایک شہ دے دی گئی۔ بہت ہی ان دنوں اس کے چرچے تھے، اخبارات میں بات اچھالی گئی اور کئی امریکنوں نے اس کے ثبوت مہیا کئے کہ درست بات ہے۔ تو مشیر کے لئے نیک دل اور محبت کرنے والا ہونا ضروری ہے۔ اگر محبت سے عاری دل ہو تو حقیقت میں مشورہ دیا ہی نہیں جا سکتا اور قرآن کریم نے مشوروں کو اور باہمی محبت کو اکٹھا باندھا ہے۔

پس اس پہلو سے میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کے رابطے بڑھائیں، خصوصاً امریکہ میں اس بات کی ضرورت ہے کیونکہ وہاں مدتوں پہلے جو افریقن باشندے امریکہ میں آباد ہوئے ہیں مسلسل سفید قوموں کے ظلم کے نتیجے میں ان میں بدقسمتی سے احساس کمتری جگہ پا گیا ہے اور کسی قوم کے لئے احساس کمتری سے مہلک اور کوئی چیز نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ کو جو وہاں جدوجہد درپیش ہے اس میں ایک بڑی جدوجہد اس بات کی ہے کہ اپنے افریقن امریکن بھائیوں کو یقین دلائیں کہ آپ ہمارے بھائی ہیں، ہمارے دلوں میں آپ کی ویسی ہی عزت ہے جیسے ہر دوسرے مسلمان بھائی کی ہونی چاہئے۔ ایک عالمی جماعت ہے اس میں کوئی قومی اور علاقائی تفریق پیش نظر نہیں، نہ روا رکھی جاتی ہے۔ یہ باتیں سمجھانے کی ضرورت پڑتی ہے اور مسلسل پڑتی چلی جاتی ہے اور بعض ایسے بھی ہیں کہ جن کو میں براہ راست خطوں کے ذریعے بھی سمجھاتا رہتا ہوں لیکن پھر کچھ عرصے کے بعد وہی بات پھر دوبارہ نکل آتی ہے۔ لیکن ایسے چند ہیں۔ اللہ کے فضل سے امریکہ میں افریقن احمدیوں کی اکثریت ایسی ہے جو مخلص، مالی قربانی میں بھی پیش پیش، غریب ہے مگر اخلاص میں غریب نہیں۔ لیکن وہ جو چند ایسے لوگ جن میں احساس کمتری پر مبنی بغاوت سر اٹھاتی ہے، وہ بعض جگہ دوسروں پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں اور ان کی وجہ سے ان کی شہرت اچھی نہیں رہتی یعنی جماعت کی بحیثیت مجموعی شہرت

اچھی نہیں رہتی۔ اس کا تبلیغ پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ بعض ایسے علاقے ہیں جہاں تبلیغ کے رکنے کی وجہ (جیسا کہ بعض ان میں سے کہتے ہیں) ہرگز یہ نہیں کہ نعوذ باللہ پاکستانی ان لوگوں کو اپنے سے نیچا دیکھتے ہیں، اس کے نتیجے میں ردعمل پیدا ہوتا ہے یہ بالکل جھوٹ ہے۔ پاکستانیوں کو، اکثریت کو میں جانتا ہوں، کوئی پاگل کہیں پیدا ہو جائے تو اور بات ہے، دنیا میں ایسے پاگل ہوتے ہی رہتے ہیں لیکن اکثریت تو بچھنے والی ہے، اخلاص والی ہے، اپنے غیر ملکی بھائی کو جو پاکستان کے لحاظ سے غیر ملکی ہو، جب احمدیت میں دیکھتے ہیں تو ان کے دل کشادہ ہوتے ہیں، ان کی آنکھیں راہوں میں بچھتی ہیں۔ بہت ہی پیار اور محبت سے وہ ان کو دیکھتے ہیں اور ان سے حسن سلوک کرتے ہیں۔ اس لئے یہ الزام درست نہیں ہے۔ غیروں نے آپ کو ٹھوکریں ماریں، غیروں نے تکلیف دی، اپنوں سے اس کے بدلے اتاریں گے! یہ تو ظلم ہے، یہی پاکستانی ہیں جو باقی دنیا میں بھی تو خدمت کر رہے ہیں وہاں کیوں نہیں کوئی ایسی حرکتیں کرتے۔ اس لئے اگر کہیں کچھ ٹیڑھے دماغ کے ہوں تو ان کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ بہت بڑا گناہ ہے اگر اپنے نسبتاً کالے رنگ کی وجہ سے ان کے نسبتاً زیادہ کالے رنگ پر کوئی تکبر کرے۔ کالوں میں تو آپ بھی ہیں، چاہے کیسے ہی گورے پیدا ہو جائیں آپ کا شمار کالوں میں ہی رہے گا۔ پس کالے اور گورے کی بحث سے تو یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔ سب کو گورا بننا ہے یعنی نورانی لحاظ سے، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا نور اپنانا ہے۔ وہ ایسا نور ہے جو ہر کالے کو گورا کر دیتا ہے، ہر گورے کا حسن چمک اٹھتا ہے۔ پس یہی وہ نور ہے جس نے دنیا کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا ہے۔ آپ کے کاموں میں، یعنی امریکہ کو میں مخاطب ہوں خصوصیت سے، آپ کے کاموں میں ہرگز برکت نہیں پڑ سکتی جب تک آپ میں سے کچھ احساس کمتری

> **نیک نامی وہی ہے جو آسمان پر ہو۔ اس نیک نامی کے نتیجے میں اگر دنیا میں بھی نیک نامی نصیب ہو جائے تو یہ وہ نیک نامی ہے جو آسمان سے اترتی ہے۔ جو حقیقت میں اپنے معنی رکھتی ہے۔**

کے شکار رہیں اور اس کے نتیجے میں اگر کھلم کھلا نہیں تو اندرونی تفریق باقی رہے۔ میں نے مثالیں دی ہیں کئی دفعہ، کہ دیکھو افریقہ میں بھی تو وہی نسل ہے جس کی تم اولاد ہو۔ افریقن احمدیوں میں تو میں نے کہیں احساس کمتری نہیں دیکھا۔ کہیں کوئی غلط ردعمل نہیں دیکھا، بلکہ تعجب ہوتا ہے بعض دفعہ، افریقہ میں ایک افریقن کو امام مقرر کیا جاتا ہے، ایک افریقن کو عہدہ دیا جاتا ہے اور وہ آکر پیغام دیتے ہیں، سمجھاتے ہیں، کہ ہمیں تو پاکستانی سے زیادہ فائدہ پہنچے گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جیسی ان کی تربیت ہے، جیسا وہ نیک اثر ہم پر ڈالتے ہیں، ہمارے اپنے بھائی ابھی اس مقام کو پہنچے نہیں ہیں اور بڑی بے تکلفی سے وہ بات کہتے ہیں، ان کے چہروں پر مجھے کہیں سیاہی دکھائی نہیں دی، کبھی دکھائی نہیں دی۔ وہ تو نور سے دمکتے ہوئے چہرے لگتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ احمدیت کی تربیت پا کر آنکھوں میں سیاہ سفید کی تفریق ہی مٹ جاتی ہے۔ کبھی مجھے یاد نہیں کہ کوئی احمدی ملا ہو اور میں نے اس کا رنگ دیکھا ہو، کونسا رنگ ہے۔ اس کی روح دکھائی دیتی ہے اور وہ سب روحیں پیاری دکھتی ہیں۔ پس اگر کہیں کسی پاکستانی احمدی میں کوئی ایسا نقص رہ گیا ہے جس کا بد اثر پڑ رہا ہے تو اس کو میرا مشورہ ہے کہ وہ استغفار سے کام لے۔ اس کی وجہ سے اگر ایک یا دو یا دس کو ٹھوکر لگے تو مسیحؑ کا یہ قول میں اسے بتاتا ہوں جنہوں نے فرمایا کہ اگر کسی شخص سے کسی کو ٹھوکر لگے تو اس سے بہتر تھا کہ وہ ٹھوکر لگانے والا پیدا نہ ہوتا۔ لیکن وہ جن کو بات بات پر ٹھوکر لگے ان کو سنبھالنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ یہ ٹھوکر لگنے کا مزاج بڑا خطرناک ہے اور احساس کمتری سے یہ ٹھوکر لگنے کا مزاج پیدا ہوتا ہے، جن کو احساس کمتری نہ ہو ان کو ٹھوکر لگا ہی نہیں کرتی۔ اس لئے امریکہ کے لوگ سن رہے ہوں یا دوسرے لوگ، ہر جگہ کو یہ پیغام واحد ہے، خدا کے لئے کبھی احساس کمتری کا شکار نہ ہوں، آپ اللہ کی جماعت ہیں اور اللہ کی جماعت کو احساس کمتری زیب نہیں دیتا۔ ایسے لوگوں کو جب دنیا تکبر کی وجہ سے نیچے دیکھتی ہے تو اللہ کی نظر میں وہ اور اونچے ہو جاتے ہیں۔

قرآن کریم فرماتا ہے کہ تم کوئی ایسا قدم نہیں اٹھاتے، ایسے رستوں پر نہیں چلتے جہاں دنیا تمہیں غضب اور ذلت کی نظر سے دیکھ رہی ہو اور خدا کے نزدیک تمہارا مرتبہ نہ بڑھ رہا ہو۔ اللہ کو تم اور پیارے ہو جاتے ہو۔ تو جس جماعت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ یقین دہانی ہے، یہ ضمانت ہے، کہ تمہیں دنیا میں کوئی ذلیل نہیں کر سکتا اور جب ذلیل کرنے کی کوشش کرے گا، میری نظر میں تمہارا مرتبہ اور بلند، بلند تر ہوتا چلا جائے گا۔ اس جماعت کے پاس احساس کمتری پھٹکنا بھی نہیں چاہئے۔ اور جو پھر بھی ایسی باتیں کرے وہ ظالم ہے اور ان ظالموں سے آپ کو متنبہ رہنا چاہئے۔ پس آپس میں سچی محبت پیدا کریں، ہم سب بھائی بھائی ہیں، ہمارے رنگ و نسل کی تفریق ہمارے اندر نہ کوئی خوبی پیدا کرتی ہے نہ ہمیں ذلیل کر سکتی ہے۔ تقویٰ ہی ہے جو ہماری عزت کا باعث ہو سکتا ہے اور تقویٰ کی عزت بندوں کے حوالے سے نہیں ہوا کرتی بلکہ اللہ کے حوالے سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ان اکرمکم" تم میں سے معزز "عنداللہ اتقکم" اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ تم میں سے جو معزز ہے اس کی عزت کیا کرو اور جو متقی ہے اس کی عزت کیا کرو، قرآن کریم میں یہ آیت کہیں

> **آپ کے کاموں میں ہرگز برکت نہیں پڑ سکتی جب تک آپ میں سے کچھ احساس کمتری کا شکار رہیں اور اس کے نتیجے میں اگر کھلم کھلا نہیں تو اندرونی تفریق باقی رہے۔**

نہیں ملتی۔ کیونکہ تقویٰ کی عزت از خود قائم ہوتی ہے اور اللہ کے حوالے سے قائم ہوتی ہے اور اس فیصلے کا اختیار کہ کون متقی ہے، کون نہیں ہے، اللہ ہی کو ہے۔ اور جب اللہ کسی کو متقی سمجھے، جس طرح میں نے بات کا آغاز کیا تھا، پھر فرشتوں خود حکم دیتا ہے، وہ ہوائیں چلاتے ہیں، وہ زمین پر اترتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں ایسے شخصوں کی محبت بھر دیتے ہیں۔ پس انہیں کسی محبت کی طلب نہیں ہوتی، نہ وہ اپنا ہاتھ محبت مانگنے کے لئے آگے بڑھاتے ہیں۔ خدا کی طرف سے وہ محبتیں ان کو عطا ہوتی ہیں کیونکہ تقویٰ کا تعلق اللہ سے ہے اور "ان اکرمکم عنداللہ اتقکم" تم میں سب سے معزز اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

جماعت احمدیہ ناروے کو بھی میرا یہی پیغام ہے آج کل یورپ میں بھی Racism سر اٹھا رہا ہے اور "ریس ازم" کا بھی دراصل احساس کمتری سے تعلق ہے۔ دنیا میں کوئی چیز احساس برتری نہیں ہے۔ احساس برتری اگر ہو یعنی معلوم ہو کہ میں حقیقتاً بہتر ہوں تو وہ دل میں نرمی پیدا کرتا ہے، انکسار پیدا کرتا ہے۔ تکبر، احساس کمتری کا بچہ ہے اگر تکبر حقیقت میں زیب دیتا تو اللہ تعالیٰ تکبر کو ایسا ناپسند نہ فرماتا۔ پس "ریس ازم" میں جو لوگ ملوث ہوتے ہیں دراصل وہ احساس کمتری کے نتیجے میں ملوث ہوتے ہیں۔ اب یورپ میں خصوصاً جرمنی میں جو "نانسی" تحریک چلی ہے جس میں یہودیوں کو نفرت کا نشانہ بنایا گیا، آپ یہودیوں کو جو چاہیں کہیں لیکن جرمن قوم نے یہودیوں کو دیکھا کہ دیکھتے دیکھتے وہ ان کی اقتصادیات پر قابض ہو گئیں، ان کے اندر بعض ایسی صلاحیتیں تھیں جن کا وہ مقابلہ نہیں کر سکتے تھے، پس اس سے جو تکلیف پہنچی ہے، اس سے ان کے دلوں میں جو احساس اذیت پیدا ہوا ہے اس کی بنیاد اپنے آپ کو کم تر سمجھنے میں تھی۔ اگر وہ اپنے آپ کو برابر سمجھتے تو مقابلہ کرتے اور جب اکثریت میں تھے تو اقلیت کے ساتھ قانون کے اندر رہتے ہوئے مقابلہ کیوں ممکن نہیں ہے۔ پس یہ احساس تھا کہ ہم یہ نہیں کر سکتے جو یہ کر رہے ہیں اور کوئی وجہ ایسی ہے کہ یہ ہم پر غالب آ رہے ہیں، اس کا ردعمل پیدا ہوا ہے۔ جو حوصلے والے لوگ ہوتے ہیں، جن کے دل بڑے ہوں وہ کبھی چھوٹی چھوٹی باتوں میں حسد نہیں کیا کرتے۔ اگر کوئی آپ میں سے آگے نکل گیا ہے تو یہ دیکھیں گے کہ کس طرح آگے نکلا، کیوں نکلا؟ ہاں اگر اس نے کوئی غلط طریق اختیار کیا ہے تو اس غلط طریق کو مٹانے کے لئے کوشش کرنا یہ احساس کمتری نہیں۔ لیکن ایسے شخص کا ویسے ہی دشمن ہو جانا اور یہ سمجھتے ہوئے کہ ہم سے آگے نکل گیا ہے، اس سے حسد کے جذبات میں جلتے رہنا، یہ ساری باتیں "ریس ازم" کی بنیاد ہیں اور اس سے بھی ہمیں نجات کی دعا مانگنی چاہئے۔ پس جماعت احمدیہ کے رخ دونوں طرف کے لوگوں کی طرف کھلے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی آنکھیں ایک طرف ان کو بھی دیکھ رہی ہیں جو اپنی غلطی سے احمدیوں کے متعلق سمجھتے ہیں کہ اپنے آپ کو گویا معزز بنا بیٹھے ہیں، ہم پر تکبر کر رہے ہیں، اور ایک رخ ان کی لوگوں کی طرف ہے جو اپنی بے وقوفی کی وجہ سے ہمیں نیچا دیکھ رہے ہیں اور تکبر کی راہ ہمارے متعلق اختیار کئے ہوئے ہیں تو مشرق میں جائیں یا مغرب میں جائیں، جتنی بھی کج ادائیں ہیں انہیں ہم نے ٹھیک کرنا ہے اور کج ادائی کو

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA

VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.

S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

ٹھیک کرنے کے لئے اپنی اداؤں کو درست کرنا ضروری ہے۔ پس میں یہ پیغام نہیں دیتا کہ ان کے خلاف ایک مہم چلائیں، ایک موومنٹ بنائیں، جس طرح آج کل مادی قوموں کا کام ہے اور بڑی بےوقوفی ہے جو وہ ایسا کرتے ہیں۔ ہمیں تو قرآن کریم نے ہمارے ہاتھوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ہتھیار تھمائے ہیں اور خود درست ہونے کی تعلیم دی ہے۔ یہ دو باتیں اگر جماعت اپنا لے، آپس کی محبت کے ساتھ اپنے اخلاق کو درست کرے اور جن قوموں سے تعلق ہے ان قوموں کے حوالے سے، ان کی بیماریاں دور کرنے کے لئے، ان شعبوں میں جہاں وہ بیمار ہیں، اپنے آپ کو بہت ہی صحت مند بنائیں۔ اگر احساس کمتری کا مقابلہ ہے تو آپ ان کے سامنے نہ جھکیں۔ جس طرح بھی ہو احساس کمتری کے بت کو توڑیں۔ اگر کوئی بڑا بنتا ہے تو اس کے سامنے سر اٹھانے سے بات نہیں بنے گی، یہ عجیب بات ہے کہ وہاں بھی علاج جھکنا ہی ہے لیکن ذلت کے ساتھ جھکنا نہیں وقار کے ساتھ۔ عزت اور احترام ان معنوں میں کہ آپ اس سے ڈرے نہیں ہیں، بےخوف ہیں اور بےخوفی کی علامت یہ ہے کہ آپ نصیحت سے باز نہیں آتے۔ اپنی اصلاح کرتے ہیں اور پھر قطع نظر اس کے کہ کوئی آپ کو کیا سمجھتا ہے، بری باتوں سے روکتے ہیں اور نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں۔ یہ وہ ذریعہ اصلاح ہے جو جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں ہے اور یہ ذریعہ اصلاح ناکام نہیں ہوا کرتا۔ یہ قرآن کریم کا نسخہ ہے جو ہمیشہ خدا کی طرف سے قوموں کو عطا ہوا اور قوموں پر آزمایا گیا اور قرآن نے بھی اس پر بہت زور دیا اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بھی بہت زور دے کر سمجھایا کہ یہ نسخہ استعمال کرو یہ کبھی ناکام نہیں ہو گا۔

کبھی احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔ آپ اللہ کی جماعت ہیں اور اللہ کی جماعت کو احساس کمتری زیب نہیں دیتا۔

اب میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعض نصائح آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن کا اسی باہمی محبت کے مضمون سے تعلق ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور پھر بعد میں فرمایا وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ اور مہاجر وہ ہے جو ان باتوں سے ہجرت کر جائے جن کو اللہ نے منع فرمایا ہے۔ (بخاری کتاب الایمان۔ باب المسلم من سلم المسلمون)

یہ چند لفظوں کی نصیحت ہے مگر بہت ہی گہری ہے اور قوموں کی زندگی کے بننے سنورنے کا اس کے ساتھ تعلق ہے۔ پہلی بات تو مسلمان کی تعریف ہے اس سے بہتر تعریف جہاں تک دنیا کا تعلق ہے، ہو نہیں سکتی۔ ایک وہ تعریف ہے جس کا تعلق خدا سے ہے یعنی خدا کے حضور اپنے آپ کو بچھا دینا اور اس کی مرضی کے تابع ہو جانا۔ اس حدیث میں دونوں باتوں کا ذکر ہے۔ چند لفظوں میں، اگر آپ غور کر کے دیکھیں، تو مسلمان کی ایسی جامع مانع تعریف فرما دی گئی ہے جس کا اطلاق جس پر ہو اس کو کوئی دائرہ اسلام سے خارج کر ہی نہیں سکتا۔

جہاں تک دنیا کے دیکھنے کا تعلق ہے اگر کسی انسان سے کسی دوسرے کو کوئی شر نہ پہنچے اس کی عزت محفوظ ہو اس کا مال محفوظ ہو، اس کی ہر وہ چیز جس کی وہ قدر کرتا ہے، جس سے وہ تعلق رکھتا ہے، دولت ہو یا بچے ہوں یا اور پیارے یا مذہبی لحاظ سے معزز لوگ، کسی پہلو سے بھی اگر اس کے عزیزوں پر کسی کی طرف سے کوئی حملہ نہ ہو بلکہ وہ اپنے آپ کو ان کے ہاتھوں میں محفوظ سمجھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ پھر مسلمان ہے۔ مسلمان وہ ہے جس سے کسی کو کوئی شر نہیں پہنچ سکتا۔ "پہنچتا" اور بات ہے "پہنچ سکتا" اور بات ہے، یہاں دونوں مضمون داخل ہیں۔ نہ پہنچتا ہے نہ پہنچ سکتا ہے۔ یہ مسلمان کے مزاج کے خلاف ہے کہ وہ کسی کی عزت پر ناجائز حملہ کرے۔ کسی کے مال کو ہتھیانے کی کوشش کرے، کسی کے وقار کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے، غرضیکہ ہر شر کے پہلو سے ایک مسلمان سے دوسرا انسان محفوظ ہے۔ اب ایسا شخص اگر کوئی ہو تو وہ اسے غیر مسلم کیسے کہہ سکتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ خدا تو نہیں ہے، اللہ کا فیصلہ اللہ نے کرنا ہے، جہاں تک بندوں کا تعلق ہے ان کو صرف اتنا اختیار ہے کہ کسی انسان کے روزمرہ کے طرز عمل کے اوپر ایک فتویٰ دیں اور جو دیکھتے ہیں اس کے مطابق فتویٰ دیں۔ اگر احمدیوں کے متعلق بنی نوع انسان میں یہ شہرہ ہو کہ یہ شریر لوگ نہیں ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں ہماری عزت محفوظ، ہماری دولت محفوظ، ہر وہ چیز جو ہمیں پیاری ہے وہ ان کے نزدیک بھی اس حد تک قابل احترام ہے کہ اس کو نقصان پہنچانے کا نہیں سوچ سکتے، تو ایسے شخص کے متعلق کوئی غیر مسلم اسے کیسے کہہ سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کھول کر مضمون بیان کر دیا ہے کہ اس کو تم غیر مسلم کہنے کا حق ہی نہیں رکھتے۔

پس جہاں تک اللہ کا تعلق ہے بظاہر بات بدلی ہے لیکن بات وہی ہے ہجرت کی تعریف فرمائی ہے۔ فرمایا مہاجر وہ ہے جو ان باتوں کو چھوڑ دے جن کو اللہ نے منع فرمایا اور ان باتوں کی طرف حرکت کرنا شروع کرے، سفر اختیار کرے، جو اللہ کو پسند ہیں۔ تو اللہ کے نزدیک تو یہ مسلمان ہیں۔

جہاں تک بندوں کا تعلق ہے وہ بندے دیکھ رہے ہیں اور بات کھلی ہوئی ہے اس میں کسی کے عالم الغیب ہونے کی نہ ضرورت ہے نہ سوال۔ جو بےشر، بےضرر آدمی ہے اس کو تم غیر مسلم کہنے کا حق نہیں رکھتے۔ جہاں تک اللہ کی ذات کا تعلق ہے اللہ جانتا ہے میں نے کیا حکم دیا ہے، مجھے کیا باتیں پسند، کیا ناپسند۔ اگر وہ اپنے کسی بندے کو دیکھے کہ مسلسل اس کا سفر خدا کی ناپسند باتوں کی طرف سے ان باتوں کی طرف ہے جو خدا کو پسند ہیں، تو آسمان سے ہر لحہ اس کے لئے مسلم ہی کا فتویٰ جاری ہو گا۔

پس اس پہلو سے آپ کو مسلم بننا ہے اور مسلم بننا ہو گا کیونکہ دنیا کے امن کا مسلم سے تعلق ہے۔ دنیا کا امن آج حقیقت میں اس اسلام سے وابستہ ہے جس کی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہاں فرمائی۔ اس میں نمازوں، عبادتوں، زکوٰۃ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اس میں دو عملی حالتوں اور اندرونی کیفیتوں کا ذکر ہے اور حقیقت میں اندرونی کیفیات کی طرف نمایاں اشارہ ہے اس کے نتیجے میں بعض عملی حالتیں پیدا ہوتی ہیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ کہ تو اپنی نظریں خدا نے جو جوڑا جوڑا نعمتیں لوگوں کو عطا فرمائی ہیں ان کی طرف یونہی بےکار نہ دوڑایا کر، حرص اور لالچ کے

آپس میں سچی محبت پیدا کریں۔ ہم سب بھائی بھائی ہیں۔ ہمارے رنگ و نسل کی تفریق ہمارے اندر نہ کوئی خوبی پیدا کرتی ہے نہ ہمیں ذلیل کر سکتی ہے۔ تقویٰ ہی ہے جو ہماری عزت کا باعث ہو سکتا ہے اور تقویٰ کی عزت بندوں کے حوالے سے نہیں ہوا کرتی بلکہ اللہ کے حوالے سے ہوتی ہے۔

ساتھ اپنی نظروں کو ان چیزوں کی طرف لمبا نہ کیا کر۔ یہ بےوقری کی بات ہے، خدا پسند نہیں کرتا۔ تو جس کے اندر سے یہ حرص مٹ جائے کہ کسی کی اچھی چیز دیکھے تو اسے کھینچ کے اپنا بنانے کی کوشش کرے، اس معاملے میں وہ بےشر ہو جاتا ہے۔ اور اگر یہ اندرونی جذبہ نہ ہو اور یہ اندرونی اصلاح نہ ہو چکی ہو جس کا قرآن کریم کی اس آیت سے تعلق ہے جس کی تلاوت کی ہے، تو ایسا شخص کبھی بےشر نہیں ہو سکتا۔

پس اندرونی طور پر پہلے رجحانات کی اصلاح ضروری ہے اور رجحانات کی اصلاح میں بڑی محنت کرنی پڑتی ہے، بہت دقتیں پیش آتی ہیں اور بسا اوقات انسان خود اپنے اندر کے معاملات کو نہیں دیکھ رہا ہوتا اور غیر کے معاملات کو سمجھنے کے دعوے کرتا ہے۔ اس کو یہ نہیں پتہ کہ میرے اندر جو انا تھی اس نے مجھے کس کس چکر میں ڈال رکھا ہے۔ میرے اندر کے بت ہیں جو مجھے کیا کیا دھوکے دے رہے ہیں ان سے بےخبر رہتا ہے اور غیر بےچارے نے خواہ کوئی بات نہ بھی سوچی ہو اس کی نیت پر حملہ کرنے میں بہت تیزی دکھاتا ہے۔ پس یہ جہالت کی باتیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جس پہلو سے آپ کو مسلمان بننے کی ہدایت فرمائی ہے اس پر آپ غور کریں تو جب تک اندرونی طور پر آپ اپنے نگران نہ بن جائیں، اپنی سوچوں پر پہرے نہ بٹھا دیں، جب تک اپنی ہر خواہش اور تمنا پر ایک تقویٰ کا نگہبان مقرر نہ کر دیں اس وقت تک غیر آپ کے شر سے محفوظ نہ ہے، نہ ہو سکتا ہے۔ اور جہاں تک دنیا کا تعلق ہے وہ بےتکلفی کے ساتھ، پورے اطمینان کے ساتھ آپ کے مسلمان ہونے کا فتویٰ

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3644

نہیں دے سکتی۔

پس غانا میں اگر نیک نامی ہوئی ہے تو اس حدیث کے اس پہلے حصے سے اس کا تعلق ہے۔ وہاں ایک لمبے عرصے سے لوگوں نے دیکھا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے کبھی کسی کو کوئی برائی نہیں پہنچتی۔ نہ یہ ڈاکے ڈالنے والے لوگ، نہ یہ رشوت خور، نہ یہ دوسرے کے مال غصب کرنے والے، نہ چور اچکے، نہ قتل کرنے والے، نہ غریبوں اور یتیموں پر ظلم کرنے والے۔ یہ شہرت ایک لمبے عرصے میں وہاں پرورش پائی ہے اور اس کا بعض لوگوں سے بعض دوسروں کے مقابل پر بہت زیادہ گہرا تعلق ہے۔ لیکن اتفاقاً کہیں کہیں کچھ بد بھی پیدا ہو جاتے ہیں تو اس لئے میں نے جماعت غانا کو نصیحت کی تھی کہ نظر رکھیں اور زیادہ سے زیادہ احمدیوں کو یہ نیکی کمانے میں لگا دیں، جھونک دیں۔ وہ سارے مل کر ایسے کام کریں کہ تمام غانا کا جو نیک تاثر ہے وہ مزید تقویت پائے اور ان کو یقین ہوتا چلا جائے کہ ہم نے جلد بازی میں کوئی رائے قائم نہیں کی تھی، یہ جماعت ہی مسلمانوں کی جماعت ہے، یعنی مسلم کی اس تعریف کے تابع ہے جو میں نے ابھی پڑھ کر سنائی اور جیسا کہ میں نے بیان کیا اس کا نیت سے تعلق ہے۔ ہر روز کی دنیا میں، ہر روز اور ہر رات آپ کی تمنائیں اور آپ کی خواہشات آپ کے دماغوں میں اس طرح جگالی کرتی ہیں جس طرح ایک بھینس یا گائے چارہ کھانے کے بعد جگالی کیا کرتی ہے۔ ہر انسان صبح کے وقت بھی جگالی کرتے ہوئے اٹھتا ہے اور رات کو بھی جگالی کرتے ہوئے سوتا ہے اور وہی اس کی جگالی ہے جو رات کو اس کی خوابیں بھی بنتی جاتی ہے یا اس کے اس نفس کے حصے میں ڈوب کر

> **قرآن کریم نے ہمارے ہاتھوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ہتھیار تھمائے ہیں اور خود درست ہونے کی تعلیم دی ہے۔ یہ وہ ذریعہ اصلاح ہے جو جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں ہے اور یہ ذریعہ اصلاح ناکام نہیں ہوا کرتا۔**

آئندہ اس کے کردار کی تشکیل کرتی ہے جو نفس کا حصہ اس کی نظر سے اوجھل ہے یعنی دماغ کا وہ حصہ جس میں بہت کچھ سوچا جا رہا ہے، بہت کچھ سکیمیں بنائی جا رہی ہیں، منصوبے بنائے جا رہے ہیں، چھان بین ہو رہی ہے، مختلف خیالات، مختلف تجارب کے آپس کے تعلقات کو دوبارہ مربوط کیا جا رہا ہے یا توڑا جا رہا ہے۔ ہر لحہ یہ دماغ جو آپکی نظر سے اوجھل ہے یہ کام کر رہا ہے، کئی قسم کی نئی شکلوں میں آپ کے خیالات کو نئی ترتیب دیتا ہے، آپ کے تجارب کا مطالعہ کرتا ہے غرضیکہ بہت ہی غیر معمولی طور پر جس کو کہتے ہیں War Footing - یوں لگتا ہے کہ War Footing پر دماغ میں منصوبے بنائے جا رہے ہیں اور نئی ترتیبیں قائم کی جا رہی ہیں اور اس کے لئے کتنا ہنگامہ ہو گا، کتنے لمبے سفر اختیار کرنے پڑتے ہیں خیالات کو۔ اس کے متعلق آپ کو میں مثال کے طور پر بتاتا ہوں کہ سائنسدانوں نے جہاں دماغ کے تجزیئے کا مطالعہ کیا ہے کہ جب آپ ایک نظر ایک چیز کو دیکھتے ہیں تو اس کو پہچاننے کے وقت یا اس کے متعلق تاثر قائم کرنے کے وقت آپ کے اندر کتنی برقی روئیں دوڑی ہیں، کہاں کہاں پہنچی ہیں، کہاں کہاں سے واپس آئی ہیں، کن کن جگہ کی انہوں نے تلاش کی ہے تو آپ سن کر حیران ہو جائیں گے کہ اس ایک نظر کے تجزیہ میں بعض دفعہ برقی رؤں کو لاکھوں میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے اور چھوٹے سے دماغ میں اس کثرت سے وہ آتی جاتی ہیں ایک کونے سے دوسرے کونے میں، دوسرے سے تیسرے کونے میں، جسم کی جو نسیں مختلف حصوں میں بعض کیفیتیں رکھتی ہیں ان کو بھی اکٹھا کرتی ہیں۔ ماضی کی ساری چھان بین کرتی ہیں۔ آپ کی اندرونی کیفیات کا مطالعہ کرتی ہیں، آپ کے تعلقات کا مطالعہ کرتی ہیں، ان تعلقات کے مطالعہ کے دوران ایسے شخص کا کوئی تصور موجود ہے کہ نہیں، وہ اچھا ہے کہ برا ہے۔ یہ ساری باتیں آن واحد میں ہو جاتی ہیں اور لاکھوں میل کا سفران برقی رؤں کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔ تو رات بھر کے ہنگاموں میں آپ اندازہ کریں کہ کتنی بڑی مصروفیتیں، کتنے بڑے بڑے سفر طے ہوتے ہوں گے اور اس کو جو Data Feed کیا ہے وہ آپ کے کانشس مائینڈ نے کیا ہے ان نیتوں نے کیا ہے جن کی جگالی کرتے کرتے آپ سوئے تھے۔ ان میں اگر بد تمنائیں تھیں جن کو حاصل کرنے میں آپ ناکام رہے یا کسی پکڑ سے بچنے کے لئے آپ نے جھوٹ کے منصوبے باندھے تھے یا آپ نے کسی کی لالچ کی تھی اور آپ کو وہ چیز ہاتھ نہیں آئی، اس کو اخذ کرنے کے لئے آپ نے کچھ ترکیبیں سوچی ہیں، تو وہ تو چند ہیں۔ اس گہرے دماغ میں ڈوب کر جو آپ کی نظر سے غائب ہے یہ بہت بڑے بڑے منصوبے بن جاتے ہیں اور وہ پھر پختہ شکل میں آکر بعض دفعہ خوابوں میں آپ کو دکھائی دیتے ہیں جن کی بعض دفعہ تعبیریں بھی آپ نہیں سمجھتے۔ لیکن بسا اوقات آپ کی شخصیت کی ایک چھاپ آپ کی روح پر قائم کر دیتے ہیں اور اس طرح آپ کی ایک روح وجود میں آتی ہے۔ وہ منصوبے اگر شر کا پہلو رکھتے ہیں تو جو روح اس سے وجود میں آتی ہے وہ لوگوں کے لئے خیر کا موجب نہیں ہو سکتی اور اپنے لئے بھی وہ مرنے کے بعد شر کا ہی موجب ہوگی۔

پس خدا تعالیٰ نے جو آپ کو زندگی دی ہے جو قویٰ عطا فرمائے ہیں ان کو تخفیف کی نظر سے نہ دیکھیں۔ اتنا بڑا احسان ہے کہ اس کے تصور میں ڈوب کر اگر ساری زندگی بسر کریں تو اپنے دماغ کی ساکھ اور اس کی کارگزاریوں کے احسانات پر ہی غور کرنا شروع کریں تو آپ کی زندگی کیا، آپ کی نسلوں کی زندگیاں ختم ہو جائیں گی، آپ نہ پورا غور کر سکتے ہیں نہ پورا شکر کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ہمارے سامنے معرفتوں کے خزانے لٹا دیئے ہیں۔ ایک ایک، دو دو کلمے میں ایسی ایسی عظیم باتیں فرما دی ہیں کہ اگر آپ ان پر غور کر کے، ڈوب کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ کی ساری زندگی اس ایک کلمے پر عمل کرنے سے سنور سکتی ہے۔ فرمایا دیکھو تم بے شر ہو جاؤ یہاں تک کہ غیر گواہی دینے لگے، غیر کو معلوم ہو جائے کہ میری امت سے کسی کو کوئی نقصان نہیں ہے۔ میرے ماننے والوں سے وہ ہر لحاظ سے، ہر پہلو سے امن میں ہے تو فرمایا تم مسلمان ہو۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی نظر میں مسلمان ہونا ضروری ہے۔

ایک یہ پہلو تو خود ظاہر کر دیتا ہے کہ جس شخص کے متعلق یہ تاثر ہو کہ اس سے کوئی شر نہیں پہنچ سکتا وہ مسلمان ہی ہو گا، اللہ کی نظر میں بھی مسلمان ہونا چاہئے۔ مگر اس میں ایک چھوٹا سا سقم ہے وہ یہ کہ بسا اوقات انسان دھوکہ دے کر لوگوں کو یہ بتانے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ بے شر ہے اور اس پہلو سے انسان سب سے زیادہ خطرناک جانور ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے صرف یہ علامت بیان کر کے فرض ادا نہیں فرما دیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر انسانی نفسیات کا عالم خدا کے بعد اور کوئی نہ تھا، نہ ہو سکتا ہے۔ آپ ہر جگہ جہاں ایک علامت بیان فرماتے ہیں ان خطرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو اس کے غلط استعمال سے غلط نتیجے پیدا کر سکتے ہیں کوئی نہ کوئی ایسا آپ Saftey Valve بھی مقرر فرما دیتے ہیں جس کے ہوتے ہوئے اس کا غلط نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔ پس بظاہر ایک آدمی کہہ سکتا تھا کہ یہی تعریف کافی ہے۔ جس شخص کا دل شرارت سے پاک ہو چکا ہو وہی ہے جس کی نیت، جس کے اعمال بھی شرارت سے پاک ہوتے ہیں۔ آپ نے خود یہ بھی ہمیں سمجھا دیا ہے تو پھر یہ خدا کے نزدیک بھی مسلمان ہی کہلانا چاہئے، الگ تعریف کی کیا ضرورت ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جہاں تک بنی نوع انسان کے دیکھنے کا تعلق ہے بسا اوقات ان کو یہی پیغام ملتا ہے کہ یہ شخص بڑا محفوظ ہے اور یہ پیغام نہ اس کے لئے امن کا موجب ہے نہ اس شخص کے لئے جس کے متعلق یہ سوچ سوچی جاتی ہے۔ جانوروں سے انسان کا ایک نمایاں فرق اس بات میں یہ ہے کہ جانوروں میں بھی کیموفلاج (Camouflage) پایا جاتا ہے، یہ درست ہے اور ہر سطح پر جانوروں کے حیرت انگیز کیموفلاج کے انتظام ملتے ہیں جو قدرت نے ان کو ودیعت فرمائے ہیں یعنی اوپر سے کچھ اور دکھائی دے رہے ہیں اندر سے کچھ اور، لیکن یہ سب دفاعی ہیں۔ حملے میں دھوکہ نہیں ہے۔ حملے میں کیموفلاج نہیں ہے اگر جالا مکڑی نے تنا ہے تو وہ تنا ہوا جالا دکھائی دیتا ہے آگے کوئی اندھا بن جائے اس میں جا پھنسے تو اس کی مرضی ہے مگر اس میں دھوکہ کوئی نہیں۔ شیر حملہ کرتا ہے داؤ پیچ استعمال ہوتے ہیں مگر شیر شیر ہی دکھائی دیتا ہے گیدڑ دکھائی نہیں دے

SCL

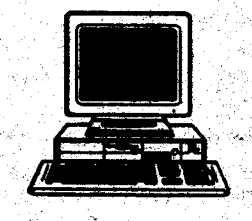

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

رہا ہوتا۔ یہ میری مراد ہے کہ کیموفلاج اگر ہے تو خاص مقامات پر برمحل کیموفلاج ہے، اس میں دھوکہ بازی اور بالارادہ کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے کیموفلاج آپ کو قدرت میں دکھائی نہیں دیتا۔ تمام زندگی کی قسموں پر غور کر کے دیکھ لیں وہاں دفاعی کیموفلاج ہے۔ لیکن انسان ایک ایسا جانور ہے جس نے کیموفلاج کو حملے کے لئے کثرت سے استعمال کیا ہے کہ آپ کو بڑے بڑے شریر، بہت پاکباز لبادوں میں دکھائی دیں گے اور وہ لوگوں کے مال ہتھیانے کے لئے، مال کے معاملات میں ایسی ایسی نیک شہرت کی باتیں کرتے ہیں کہ عام طور پر لوگ بے چارے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور جہاں کسی شخص کے متعلق مجھے یہ اطلاع ملتی ہے کہ فلاں شخص جو ہے بہت ہی اچھا آدمی ہے، لوگ دس روپے پر دس روپے منافع دے رہے ہیں وہ دس پر پچاس دے رہا ہے اور بڑی نیک شہرت کا مالک ہے، اس نے بڑے لوگوں کو فائدے پہنچائے ہیں۔ وہیں میں سمجھ جاتا ہوں کہ یہ شخص اگر اس پہ اعتبار کرے گا تو مارا جائے گا۔ کیونکہ یہ نیک شہرت عام دستور سے ہٹ کر ہے اور بنائی گئی ہے، بنی نہیں ہے۔ خود بخود لوگوں کی باتوں سے سن کر اس نے یہ اندازے نہیں کئے بلکہ جس شخص کی اس کے مال پر بدنیت ہے اس کے سامنے خود اس نے اپنے ثبوت پیش کئے ہیں اور اپنے نقشے کھینچے ہیں۔ تو اس لئے ہر وہ شخص جو دنیا کو بے شر دکھائی دیتا ہے بسا اوقات یہ اس شخص کی شرارت ہے، اس شخص کا فساد ہے کہ وہ اپنے آپ کو بے شر بنا کر دنیا کو دکھا رہا ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ اس تعریف کے اوپر کوئی ایسی تعریف کا پہرہ بٹھا دیا جائے جس میں غلطی کا امکان نہ رہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ بے شر ہونا تبھی درست ہے اگر تم شر والی باتوں سے ہجرت کر کے ان باتوں کی طرف حرکت شروع کر دو جو بے شر ہیں۔ جب تک تم بے شر نہیں ہوتے دنیا کیسے تمہارے شر سے محفوظ ہو سکتی ہے۔ پس یہ مضمون ہے جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بیان فرما رہے ہیں کہ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ مسلمان تو وہی ہے جس کے شر سے مسلمان بچ جائیں، زبان کے شر سے بھی، اس کے ہاتھ کے شر سے بھی۔ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ
اور مہاجر وہ ہے جو اس چیز سے ہجرت کر جائے جسے اللہ ناپسند فرماتا ہے اور منع کرتا ہے۔

دوسری حدیث جو میں آج آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم جس دور میں داخل ہوئے ہیں ہمیں بہت محنت درکار ہے، بہت اصلاحی کام کرنے ہیں اور جیسا کہ میں نے ایک حدیث آپ کے سامنے رکھی ہے اس مضمون کو آپ لے کر اگر جماعت کی اصلاح کے لئے اٹھ کھڑے ہوں تو اس کے لئے بھی بہت دقتوں کا سامنا ہے۔ ہر قدم پر وہ شخص جس کو آپ نصیحت کریں گے اس کی انا آپ کی نصیحت کی راہ میں کھڑی ہو جائے گی۔ وہ دھوکہ جس میں اس نے خود اپنے نفس کو پال رکھا ہے وہ آپ کے مقابل پر کھڑا ہو گا اور اس نصیحت کا کیا فائدہ جو دل پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ پس اس سلسلے میں اور پھر اپنی اصلاح کے سلسلے میں بڑی دقتیں ہیں۔ بعض لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ آپ جو جو مضمون بیان کر رہے ہیں، ہیں تو اچھے لیکن ہمیں تو مصیبت پڑ گئی ہے، ہمیں تو اپنا وجود دکھائی دینے لگ گیا ہے۔ اتنا بڑا کام، اتنا مشکل کام ہم سے ہو نہیں سکتا۔ تو ان کے لئے پیغام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے

> مسلمان وہ ہے جس سے کسی کو شر نہیں پہنچ سکتا۔ جو بے شر، بے ضرر آدمی ہے اسکو تم غیر مسلم کہنے کا حق نہیں رکھتے۔

جہاں مشکل راہوں کی طرف بلایا ہے وہاں ان کو آسان کرنے کے طریقے بھی سمجھائے ہیں آپ فرماتے ہیں: يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا کہ لوگوں کو آسانی کی طرف بلاؤ۔ آسان باتیں بیان کر کے، سمجھا سمجھا کر، پیار سے ان رستوں کی طرف بلاؤ، ان کے لئے مشکل نہ ڈال دیا کرو۔

یہ ایک انداز نصیحت ہے جس سے قوموں کی اصلاح ہوتی ہے اور اس انداز نصیحت کو نظر انداز کر دیا جائے تو نصیحت فائدے کی بجائے نقصان پہنچا دیتی ہے۔ آپ کے بچپن کی بھی کچھ یادیں ہوں گی، میرے بچپن کی بھی کچھ یادیں ہیں۔ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ جب ہمیں نصیحت کیا کرتے تھے تو کبھی اس سے ہم بدکے نہیں، کبھی اس سے دوری نہیں ہوئی بلکہ ان کی محبت ہمیشہ پہلے سے زیادہ بڑھی۔ اور اس نسل کا جن کا صحابہ سے تعلق تھا، صحابہ نہیں بھی تھے، ان کا بھی یہی طریق تھا۔ مجھے یاد ہے دولہا بھائی میاں عبدالرحیم احمد کے والد، ہم جب سندھ جاتے تھے ان کے ہاں ٹھہرا کرتے تھے، تو وہ ہمیں نماز کے لئے اس طرح جگاتے تھے کہ دور دور سے پہلے ہماری چارپائیوں کا چکر کاٹنا شروع کرتے تھے۔ گرمیوں کے دنوں میں خصوصیت سے باہر کھلی ہوا میں سویا کرتے تھے۔ اندر تو سوال ہی نہیں تھا گرمی میں سونے کا، لیکن سندھ میں کھلی ہوا کی وجہ سے مچھر کم کاٹتا ہے اس لئے بھی ضروری ہوتا ہے کہ آدمی باہر ہی سوئے۔ تو وہ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی شعر پڑھتے ہوئے، کبھی درود پڑھتے ہوئے دور دور سے گھومنے لگتے تھے کہ آہستہ آہستہ اس کے کانوں میں آواز جائے اور آہستہ آہستہ نیند سے بیدار ہو، ایک دم نہ تکلیف پہنچے۔ پھر وہ دائرہ تنگ ہونے لگ جاتا تھا پھر قریب آ کر، مخاطب کر کے، پیار سے وہ باتیں دہرایا کرتے تھے اور اس طرح وہ کہتے چلے جاتے تھے اور واقعتاً اس عرصے میں نیند ہی اچاٹ ہو چکی ہوتی تھی۔ اس لئے کوشش کر کے، مصیبت سمجھتے ہوئے نہیں آنکھ کھولا کرتے تھے، بلکہ آنکھ خود بخود کھل جاتی تھی اور ان کی آوازوں کا، ان کی باتوں کا بڑا لطف آتا تھا اور اس کے مقابل پر جو سکولوں میں اور مدرسوں میں اسی زمانے میں بھی بعض ایسے لوگ تھے جو ایسے اعلیٰ انداز کے تربیت یافتہ نہیں تھے۔ وہ بچوں کو آ کے شور مچا کر، بعض دفعہ سخت کلامی کے ساتھ اٹھانے کی کوشش کرتے تھے یہاں تک کہ وہ سارے ہڑبڑا کر اٹھتے اور کہتے ہاں جی اٹھ گئے ہیں، اٹھ گئے ہیں آپ جائیں اور جاتے ہی پھر سو جاتے تھے تو کہنے کہنے کے انداز ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایسی بات کہو جو نرمی کا پہلو رکھتی ہو، دوسرا گھبرا ہی نہ جائے۔ اس کو اس طرح بتاؤ کہ اس کو سمجھ آئے اور آہستہ آہستہ اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا کرے اور اس کو مصیبت نہ پڑ جائے۔ تو مصیبت میں ڈالنا مقصود ہرگز نہیں ہے۔ "لاتعسروا" کے میں بھی تابع ہوں اور آپ بھی تابع ہیں۔ آپ بھی جب نصیحت فرمائیں سمجھا کر، پیار سے سمجھائیں۔ یہاں تک کہ نصیحت سے پیار ہو جائے اور اس رنگ میں نہ کہیں، ایسے رنگ میں کوئی بات نہ کہیں، جس سے اس کے نفس میں ایک ردعمل پیدا ہو اور نصیحت کے نتیجے میں اچھی بات کے قریب آنے کی بجائے اس سے اور بھی دور ہٹ جائے تو اچھی

> جہاں تک اللہ کی ذات کا تعلق ہے اگر وہ اپنے کسی بندے کو دیکھے کہ مسلسل اس کا سفر خدا کی ناپسند باتوں کی طرف سے ان باتوں کی طرف ہے جو خدا کو پسند ہیں تو آسمان سے ہر لمحہ اس کے لئے مسلم ہی کا فتویٰ جاری ہو گا۔

نصیحت وہ ہے جو اچھے کاموں کی طرف بھی رغبت پیدا کرتی ہے اور نصیحت کرنے والے کے لئے بھی دل میں محبت پیدا ہوتی ہے اس کا سب سے بڑا ثبوت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں۔ کن لوگوں کو نصیحت کی، سوچیں ذرا۔ بدیوں کے کس مقام تک جا پہنچے تھے۔ اس مرتبے تک بدیوں میں آگے بڑھ گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ فساد ہی فساد ہو گیا تھا اور غالب آ گیا تھا فساد۔ آگ کے کنارے پر کھڑے تھے۔ ان کو کھینچ کر لائے ہیں اس طرح کھینچ کے لائے ہیں کہ نیکیوں کے بھی عاشق ہوئے اور نیک بات کہنے والے کے بھی عاشق ہو گئے اور جیسی محمد رسول اللہ سے آپ کی زندگی میں محبت کی گئی ہے دنیا کے کسی نبی سے کبھی ایسی نہیں کی گئی۔ اگر ہے کوئی تو لا کر دکھائے۔ پس یہ مضمون ہے "یسروا ولا تعسروا"۔ بات کہو تو پیار کے ساتھ کہو، پیارے انداز سے سمجھا کے کہو، آسان دکھا کر ان کو رفتہ رفتہ بلاؤ اور ان پر سختی نہ کرنا۔ اگر سختی کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے ان کے لئے بھی نقصان کا موجب بنو گے۔ "وبشروا ولا تنفروا"۔ اب یہ ہے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کلام، یہ نہیں فرمایا "وبشروا ولا تنذروا" کیونکہ ہر رسول بشیرؔ و نذیراً تو ہوتا ہی ہے یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ آپ یہ فرماتے کہ تبشیر تو کرو انذار نہ کرنا۔ اس لئے ایک اور لفظ استعمال فرمایا ہے "بشروا ولا تنفروا" بشارتیں دو، نفرتیں پیدا نہ کرنا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انذار نفرت پیدا کرنے کے لئے نہیں کیا جاتا، انذار برعکس نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ اگر انذار حکمت کے ساتھ کیا جائے تو جو شخص وہ انذار کرتا ہے اس کے لئے بھی دل میں محبت پیدا ہوتی ہے مثلاً ایک شخص آپ کو بتاتا ہے کہ آگے ڈاکو ہیں آپ یہ رستہ اختیار نہ کریں، نقصان پہنچے گا تو یہ انذار ہے اور ایک شخص کہتا ہے خبردار اس رستے پر نہیں چلنا، منع ہے اس رستے پہ جانا۔ یہ بھی

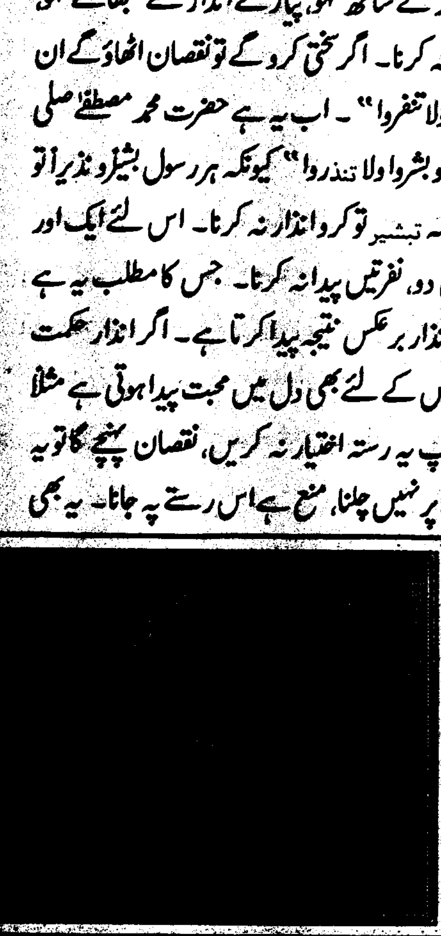

1 HOUR
PHOTO PRINTS
SET A PRINT
246, WIMBLEDON PARK
ROAD, SOUTHFIELDS,
LONDON SW18
PHONE 081 780 0081

ایک انذار ہے مگر یہ دوسرا انذار "تنفروا" کے تابع ہے یہ سننے والے کے دل میں نفرت پیدا کرتا ہے اور جو پہلا انذار ہے وہ بشارت کے تابع ہے اور نبی بشیر اور نذیر ہوتا ہے۔ بشیر اور منفر نہیں ہوا کرتا وہ نفرتیں پیدا نہیں کیا کرتا تو انذار سے منع نہیں فرمایا لیکن تبشیر کہہ کر دراصل انذار کو بھی تبشیر کے تابع ہی کر دیا ہے۔ خوشخبریاں دو کیونکہ جب تمہارا انذار بھی خوشخبری کا رنگ رکھے گا تو ایک ایسا شخص جس کو یہ پتہ لگے گا کہ واقعۃً اس راہ میں چور اور اچکے تھے اور آپ نے اس کو بچالیا تو یہ انذار ہے لیکن اس کے نتیجے میں اس کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہوگی، نفرت پیدا نہیں ہوگی۔ اور ایسا ہم روزمرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں کسی کو آپ نیک مشورہ دے دیں اور وہ نیک مشورہ کسی چیز سے بچنے کا مشورہ ہوتا ہے اور جب وہ بچ جاتا ہے اور جانتا ہے کہ اس مشورے کی وجہ سے اس کی زندگی بچی یا اس کی ایک قیمتی چیز بچ گئی تو وہ بعد میں آکر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہے تو فرمایا "بشروا"۔

> آسانی کے ساتھ نصیحت کرو۔ آسان باتوں کی نصیحت کرو۔ خوشخبریاں پھیلاؤ۔ خوشخبریوں کے نتیجہ میں لوگوں کو کھینچو اور کوئی ایسا کام نہ کرو جس کے نتیجے میں نفرتیں بڑھتی ہوں۔ یہ وہ طریق ہے جس کے ذریعہ قوموں کی تقدیریں بدل جاتی ہیں۔

"بشروا" کا ایک پہلو ہے خوش بھی کرو لوگوں کو، ان کے چہرے پہ کشادگی پیدا ہو جائے، ان کے اندر بشارت کے نتیجے میں جو جذبات میں ایک خاص پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے ویسی تبدیلیاں ان کے اندر پیدا ہونی شروع ہوں، وہ دکھائی دینے لگیں۔ پس آسانی کے ساتھ نصیحت کرو۔ آسان باتوں کی نصیحت کرو خوشخبریاں پھیلاؤ، خوشخبریوں کے نتیجے میں لوگوں کو کھینچو اور کوئی ایسا کام نہ کرو جس کے نتیجے میں نفرتیں بڑھتی ہوں۔ یہ وہ طریق ہے جس کے ذریعے قوموں کی تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ یہ دو نصیحتیں جو آپ کو کی گئی ہیں، حیرت انگیز ان میں گہرائی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ جماعتیں جو الٰہی جماعتیں ہوں ان کی ترقی کا راز اس میں مضمر ہے، ان کی پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی صلاحیت کا راز اس میں مضمر ہے۔ اگر یہ طریق آپ اختیار کریں گے تو معاشرے سے بدیاں بھی دور ہوں گی اور اس کے نتیجے میں خوشخبری پیدا ہوگی۔ لوگ خوش ہوں گے۔ اگر اس طریق کو چھوڑیں گے تو جتنی نصیحتیں کریں گے اتنی ہی نفرتیں بڑھیں گی۔ پارٹی بازیاں ہوں گی ایک دوسرے کے لوگ خلاف ہوں گے، کچھ لوگوں کے لوگ نام رکھنے شروع کر دیں گے کہ یہ بڑا پاکباز آیا ہے یہ ہمیں ایسی باتیں کہتا ہے ہمیں ان باتوں سے روکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی غلامی کا دم بھر کے آپ ہر خطرے سے محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔ سب سے بڑا محسن جو دنیا میں کہیں پیدا ہوا وہ محمد رسول اللہ تھے آپ کی طرف سے کبھی کسی کو کوئی شر نہ پہنچ سکتا تھا نہ پہنچا بلکہ سلام ہی سلام پہنچا ہے۔ آپ نے مشکل رستوں کو بھی آسان بنا کر دکھا دیا۔ آپ نے ہر اس رنگ میں تبشیر فرمائی اور انذار بھی کیا تو ایسے رنگ میں کہ اس کے نتیجہ میں خوشخبریاں پھیلیں اور آپ کی محبت دلوں میں بڑھی۔ اللہ کرے کہ جماعت احمدیہ بھی یہ رنگ سیکھ لے۔ اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور انور نے فرمایا:

مجھے یاد دلایا گیا ہے کہ لجنہ اماء اللہ جماعت کبابیر کا بھی ایک اجتماع ہو رہا ہے۔ ان کا غالباً پانچواں اجتماع ہے۔ لجنہ اماء اللہ کبابیر ساری عرب خواتین پر مشتمل لجنہ ہے صرف ایک ان میں ہندوستان سے گئی ہوئی کشمیر کی خاتون بھی ہیں مگر وہ بھی اب بالکل عربوں کی طرح بن چکی ہیں۔ اور ایک خدام الاحمدیہ فرینکفرٹ ریجن کا اجتماع بھی ہو رہا ہے انہوں نے بھی تحریک کی تھی کہ ہمارا ذکر خیر جمعہ پر ہو بابرکت موقع پر ہمیں بھی اس کی برکت پہنچے۔ تو آپ سب بھی ہمارے مخاطب ہیں اور آپ سب کو ہم سب کی طرف سے السلام علیکم اور یہ اجتماع مبارک۔

> ریس ازم کا بھی دراصل احساس کمتری سے تعلق ہے۔ تکبر، احساس کمتری کا بچہ ہے۔

بقیہ از مختصرات از صفحہ (۱)

مناسب مواقع پر اور بالخصوص تبلیغی مواقع پر اس کو پروگرام میں دکھانا نہ صرف درست اور مناسب ہے بلکہ ضروری ہے۔ اسی غرض کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تصویر کھنچوائی تھی۔ غیر ضروری مواقع پر بلاوجہ اس تصویر کو بار بار دکھانا درست نہیں ہے۔ احتیاط کرنی چاہئے۔

بعد ازاں حضور نے مولوی محمد یوسف لدھیانوی کی کتاب میں اٹھائے گئے اعتراضات اور الزامات کے جواب بیان فرمائے۔ بنیادی مضمون ختم نبوت کے حقیقی مفہوم سے متعلق تھا۔

۱۲ مئی ۱۹۹۴ء: پروگرام کی ابتدا میں حضور انور نے بنگلہ دیش کے توام بھائیوں (طارق اور زبیر) کی نظموں کی تعریف فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت پرسوز آواز سے نوازا ہے۔ اس موقع پر حضور انور نے ان کی پڑھی ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم بڑے شوق سے سماعت فرمائی۔ نظم کا پہلا شعر یہ ہے۔

زندگی بخش جام احمد ہے
کیا ہی پیارا یہ نام احمد ہے

بیعتوں کے لئے دیئے گئے ٹارگٹ کے بارہ میں فرمایا کہ سب جماعتیں حسب توفیق کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ پر توکل رکھیں۔ مختلف جماعتوں کی طرف سے بہت حوصلہ افزا پیغامات مل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت برکتوں سے نوازے گا۔

فرمایا کہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگراموں پر مولوی حضرات بہت پریشان ہیں اور مختلف رنگوں میں اپنے غصہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس پس منظر میں حضور انور نے احمدیوں کو نصیحت فرمائی کہ حتی الوسع اپنی حفاظت کا انتظام کریں۔ دعائیں کریں اور اللہ تعالیٰ پر توکل رکھیں۔ جماعت ہائے احمدیہ پاکستان کو بالخصوص ان نصائح پر پوری ہوش مندی سے عمل کرنا چاہئے۔

تربیتی امور پر اظہار خیال کرتے ہوئے حضور انور نے گھریلو تنازعات کا بہت درد سے ذکر فرمایا اور نصیحت فرمائی کہ ساسیں بہوؤں کو اپنی بیٹیاں اور بہوئیں ساسوں کو اپنی مائیں سمجھیں۔ کوئی کسی کی ناجائز طرف داری نہ کرے۔ ہمیشہ سچائی کا ساتھ دیں۔ بیویوں سے حتی الوسع محبت و پیار کا سلوک کریں اور بے سہارا رہ جانے والی ماؤں کے حقوق بالخصوص ادا ہونے چاہئیں۔ فرمایا کہ ہمارا فرض ہے کہ سیرت نبوی کے پاکیزہ نمونوں سے وابستہ رہیں۔ جھگڑوں اور اختلافات کو چھوڑ کر متحد ہو جائیں۔ حضور نے بہت درد سے فرمایا کہ گھریلو جھگڑوں کی خبریں میرے لئے سوہان روح بن جاتی ہیں۔ اس نصیحت کے بعد گزشتہ مجالس کے تسلسل میں یوسف لدھیانوی صاحب کی کتاب کے جواب کا سلسلہ جاری رہا۔

۱۳ مئی ۱۹۹۴ء: یوسف لدھیانوی صاحب کے اٹھائے گئے اعتراضات اور سوالات کے جواب کا سلسلہ آج بھی جاری رہا۔ دوران مجلس حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد حوالہ جات کی تشریح فرمائی۔

۱۴ مئی ۱۹۹۴ء: آج کی مجلس میں ساری گفتگو انگریزی زبان میں ہوئی۔ نائجیریا کے چار احمدی دوستوں نے حضور انور سے مندرجہ ذیل سوالات کئے:

(۱) کیا سگرٹ نوشی حرام ہے؟ (۲) کیا اسلام کا پیغام طاقت سے پھیلایا جا سکتا ہے؟ (جواب میں حضور انور نے اسلامی طرز حکومت کی وضاحت اور سیکولر نظام حکومت کے صحیح مفہوم کی وضاحت فرمائی) (۳) کیا مرحوم والدین کی طرف سے عید پر قربانی دی جا سکتی ہے؟ (۴) عرب مسلمانوں کا احمدیت کے بارہ میں کیا رویہ ہے؟ (۵) اس وقت عملاً دنیا جہنم بنی ہوئی ہے ایسے لوگوں کو نجات کا پیغام کیسے دیا جا سکتا ہے؟

۱۵ مئی ۱۹۹۴ء: آج کی مجلس میں Rugby سے آئے ہوئے پندرہ بوزنین مسلمان احباب و خواتین نے شرکت کی۔ ان کے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے ختم نبوت اور نزول مسیح کے بارہ میں تفاصیل بیان فرمائیں۔ حضور انور کے ارشادات کا جو انگریزی میں تھے ساتھ کے ساتھ بوزنین زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔ قبل ازیں بنگلہ دیش کے دو احمدی نوجوانوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نعتیہ کلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

خوش الحانی سے پیش کیا اور حضور انور نے ان اشعار کے مطالب کی وضاحت فرمائی۔

(ع - م - ر)

mta- Muslim Television Ahmadiyya

Al Shirkatul Islamiyyah, 16 Gressenhall Road, London SW18 5QL
Tel : +44 (0)81 870 0922 Fax : +44 (0)81 870 0684

Satellite	EUTELSAT II F3	STATSIONAR 21	STATSIONAR 4	GALAXY 2
Area	Europe, North Africa	Asian, Middle East, Eastern Europe, East Africa Regions	South America, Africa and European Regions	North America, Canada
Position	16° East	103° East	14° West	74° West
Transponder	37	7 (C-Band)	7 (C-Band)	11
Frequency	11.575 GHz	3725 MHz	3725 MHz	36 MHz
Polarity	Vertical	Right Hand circular	Right Hand circular	Horizontal
Format	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	625 Lines PAL Colour	NTSC
Audio Sub-Carriers				
Urdu	6.5 MHz	6.5 MHz	6.5 MHz	6.2 MHz
English	7.02 MHz	7.02 MHz	7.02 MHz	-
Arabic	7.20 MHz	7.20 MHz	7.20 MHz	-
Bosnian*	7.38 MHz	7.38 MHz	7.38 MHz	-
Russian*	7.56 MHz	7.56 MHz	7.56 MHz	-
German*	7.74 MHz	7.74 MHz	7.74 MHz	-
French	7.92 MHz	7.92 MHz	7.92 MHz	-
Turkish*	8.10 MHz	8.10 MHz	8.10 MHz	-
London Time	13.00 - 16.00 (Daily)	07.00 - 19.00 (Fridays Only)	13.30 - 14.30 (Fridays Only)	13.30 - 14.30 (Fridays Only)

* On special occasions only

Radio = Short Wave Band Radio, 25 Meter Band, Digital Frequency 11695
Timings: 13.30 - 14.30 London Time (Fridays Only). For Asian Countries only.
From 1 April '94: 16 Meter Band, Digital Frequency 17765

All timings and frequencies are subject to change without notice.

آریوں کو چیلنج

لیکھرام کے قتل کے بعد عبرت حاصل کرنے والوں نے تو یقینا عبرت حاصل کی اور ہزاروں لوگوں نے تحریری طور پر گواہی دی کہ یہ خدا کی بات تھی اور پوری ہوئی لیکن آریہ سماج والوں نے اس قتل کو ایک سازش قرار دیا اور یہ ڈھنڈورا پیٹا کہ مرزا صاحب نے سازش کے ذریعہ لیکھ رام کو قتل کرایا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تحدی کے ساتھ سازش کا الزام لگانے والوں کو یہ چیلنج دیا کہ

"اب بھی کسی شک کرنے والے کا شک دور نہیں ہو سکتا اور مجھے قتل کی سازش میں شریک سمجھتا ہے جیسا کہ ہندو اخباروں نے ظاہر کیا ہے تو میں ایک نیک صلاح دیتا ہوں کہ جس سے یہ سارا قصہ فیصلہ ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ ایسا شخص میرے سامنے قسم کھائے جس کے الفاظ یہ ہوں کہ میں یقینا جانتا ہوں کہ یہ شخص سازش قتل میں شریک یا اس کے حکم سے واقعہ قتل ہوا ہے۔ پس اگر یہ صحیح نہیں ہے تو اے قادر خدا ایک برس کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل کر جو ہیبت ناک عذاب ہو مگر کسی انسان کے ہاتھوں سے نہ ہو اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل متصور ہو سکے۔

پس اگر یہ شخص ایک برس تک میری بد دعا سے بچ گیا تو میں مجرم ہوں اور اس سزا کے لائق کہ ایک قاتل کے لئے ہونی چاہئے۔ اب اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ ہے جو اس طور سے تمام دنیا کو شبہات سے چھڑاوے تو اس طریق کو اختیار کرے"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صہ ۳۵۲، ۳۵۳)

دو ہندو فاضلوں کا بیان

ایک آریہ سماجی بابو گھانسی رام ایم اے ایل ایل بی، کھلے الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

"صوبہ پنجاب کے دارالخلافہ لاہور میں یہ قتل ہوا مگر پولیس قاتل کا پتہ چلانے میں ناکامیاب رہی۔ اتفاق دیکھئے کہ غلام احمد کی پیش گوئی پوری ہوئی اور پنڈت لیکھرام کو شہادت نصیب ہوئی۔ اس بات کو پرمیشر ہی جان سکتا ہے کہ یہ اس کا بھیجا ہوا عذاب تھا یا انسان کا"۔

(مسافر آریہ کا شہید نمبر ۶ مارچ ۱۹۱۳ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۲ صہ ۲۰)

گستاخ رسولؐ پنڈت لیکھ رام کا عبرتناک انجام

(۲)

(سید مبشر احمد ایاز)

یہ تو آریہ سماجی کا بیان تھا اب ایک سناتن دھرم کے فاضل کا اقرار ملاحظہ ہو۔

جناب مدن گوپال مدن پاراشر سابق ایڈیٹر "رندھیر" پٹی ضلع لاہور لکھتے ہیں:۔

"لیکھرام کے مارے جانے کی نسبت پیش گوئی اور الزام قتل سے انجام کار اپنے بری ہونے کی پیش گوئی پوری ہوئی"۔

(آہنسہ کا اقرار مولفہ مدن گوپال، بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۲ صہ ۴۲۰)

لیکھ رام کا ذکر پہلی کتابوں میں

پہلے ذکر ہو چکا ہے لیکھرام کی بدزبانیوں اور نبی پاکؐ پر زبان طعن دراز کرنے کی پاداش میں آخر کار بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے طفیل خداتعالیٰ نے علم غیب سے اطلاع دی کہ اس شاتم رسولؐ کا چھ برس میں قلع قمع کر دیا جائے گا۔ اور آپ نے فروری ۱۸۹۳ء کو یہ غیب پر مشتمل پیش گوئی شائع بھی فرما دی۔ لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ لیکھرام کی پیش گوئی اور اس کی ہلاکت کا ذکر پہلے بھی موجود تھا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے الہاماً پہلے ہی حضورؑ کو آگاہ فرما دیا تھا کہ اس طرح کا فتنہ ہو گا۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں تو لیکھرام کا یہ نشان ہمارے ایمانوں کی اور بھی مضبوطی کا باعث بنتا ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا عظیم روشن اور پختہ نشان بن جاتا ہے چنانچہ اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"....... یہ تینوں پیش گوئیاں تین فتنوں کے ساتھ سترہ برس پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ پس اب سوچنا چاہئے کہ کس انسان کو یہ طاقت ہے کہ ان واقعات کی اس زمانہ میں خبر دے سکتا جبکہ ان واقعات کا نام ونشان نہ تھا۔ مثلاً اسی قتل لیکھ رام کی پیش گوئی کو غور سے دیکھنا چاہئے۔ کیا بجز عالم الغیب خدا کے کسی کی قدرت میں ہے کہ ایسی پیش گوئی کرے جس کی میعاد چھ سال تک محدود کر دی گئی اور ساتھ اس کے حملہ کے دن کی بھی تعیین کر دی گئی اور وہ تاریخ بھی بتلائی گئی جس تاریخ میں یہ واقعہ ظہور میں آیا۔ یعنی دوسری شوال جو ۶ مارچ ۱۸۹۷ء ہوتی ہے ....."۔

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صہ ۳۷۱)

پھر اسی طرح فرمایا:۔

"اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۷ میں اس فتنہ اور اس کے ساتھ کے نشان کی نسبت یہ الہام ہے میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ الفتنة ههنا..... عربی..... یعنی اس جگہ ایک فتنہ ہو گا۔ پس صبر کر اور جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلی کرے گا تو انہیں پاش پاش کر دے گا۔ یہ براہین احمدیہ کے الہام ہیں۔ مگر اس تحریر کے وقت ابھی ایک الہام ہوا اور وہ یہ ہے کہ "سلامت بر تو اے مرد سلامت"

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صہ ۳۵۶ حاشیہ)

بلکہ اس میں تو ایک اور نشان کی طرف اشارہ فرما دیا کہ لیکھرام کی موت پر میرے خلاف جو بھی فتنے کھڑے کریں اور میری تباہی کے منصوبے بنائیں آخر یہ ناکام و نامراد ہونگے اور خدا نے پہلے سے ہی فرما دیا کہ "سلامت بر تو اے مرد سلامت" کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے۔

حدیث میں ذکر

اور اس پیش گوئی کی عظمت اس حوالے سے بھی دوچند ہو جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کی خبر دی تھی۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اس پیش گوئی کی عظمت حدیث نبوی کے رو سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک حدیث نبویؐ کا منشاء یہ ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ایک شخص قتل کیا جائے گا اور آسمانی آواز جو رمضان میں آئے گی گواہی دے گی کہ وہ شخص غضب الٰہی سے مارا گیا اور شیطان آواز دے گا کہ وہ مظلوم مارا گیا۔ حالانکہ اس کا مارا جانا مسیح کے لئے بطور نشان کے ہو گا۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا کیونکہ جیسا کہ برکات الدعاء کے آخری صفحہ ٹائٹل پیج سے ظاہر ہے۔ آسمانی آواز نے ۱۴ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ کو لوگوں کو مطلع کیا کہ ایک فرشتہ لیکھ رام کے قتل کے لئے مامور کیا گیا ہے اور شیطان نے سچائی کے دشمنوں کے دلوں میں ہو کر یہ آواز دی کہ لیکھرام مظلوم مارا گیا۔ سو یہ پیش گوئی مجھ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مشترک ہے اس لئے عظیم الشان ہے"۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵ حاشیہ صہ ۴۰۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا حوالہ درج ذیل ہے۔

محمد بن علی گفتہ چوں پیدا شود آواز در ماہ رمضان شب جمعہ بشنوید آں را و اطاعت کنید کہ آواز جبرئیل است ندا میکند بنام مہدی و نام پدرے و در آخر روز آواز کند ابلیس کہ فلانے مظلوم کشتہ شد و ایں ندا برائے ایقاع مردم در شک باشد پس بسیار کس دراں روز بحیرت و شک افتند لیکن شما شک نہ کنید کہ صوت اول صوت جبرئیل است و صوت ثانی صوت ابلیس۔ ذکرہ السیوطی۔

(حجج الکرامہ صہ ۳۴۵، ۳۴۶ از نواب صدیق حسن خان مطبع بھوپال)

پیش گوئی کے دو دلچسپ پہلو

یہ پیش گوئی روز روشن کی طرح پوری ہو کر آریہ سماج اور دوسرے ہندوؤں کو یہ بتا گئی کہ خدا ہے جو نیست سے ہست کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کے ایک گروہ کو جو سر سید احمد خان کے خیالات کا حامی تھا، یہ بتایا گیا کہ خدا دعائیں سنتا ہے۔ وہ انکو قبول کرتا ہے اور قبولیت کا شرف پانے والی دعاؤں کا وہ جواب بھی دیتا ہے۔ اسی لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے "برکات الدعاء" میں جو خاص سر سید احمد کے خیالات کے رد کے لئے لکھی گئی (یاد رہے کہ سر سید احمد خان علاوہ بعض عقائد کے دعاؤں کے قبولیت کا منکر تھے) اس کتاب میں بانی سلسلہ نے سر سید احمد خان کو بتایا کہ آپ کا عقیدہ درست نہیں اور خدا دعائیں سنتا ہے اور آپ نے اس دعوے کی سچائی کے طور پر اسی لیکھرام کی پیش گوئی کو پیش فرمایا۔ چنانچہ برکات الدعاء صفحہ ۳۳ پر ایک فارسی نظم کے آخری دو شعروں میں فرمایا:۔

ایکہ گوئی گر دعا ھا را اثر بودے کجاست
سوئی من بشتاب بنمائیم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرت ہائے حق
قصہ کوتہ کن بہ بیں از ما دعائے مستجاب

آپ نے دعاء مستجاب سے لیکھ رام کی موت کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیش گوئی کو مسلمانوں کے لئے بھی ایک نشان قرار دیا۔

(دیکھئے آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صہ ۶۵۱)

بہرحال یہ پیش گوئی جس کا حرف حرف علم غیب پر مشتمل تھا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک عظیم نشان بن گئی۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر دنیا کو دکھایا۔ اس پیش گوئی کے متعلق دو دلچسپ امور کا ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایک تو الہام کا یہ فقرہ

عجل جسد لہ خوار لہ نصب وعذاب

اور دوسرا یہ الہام "یقضی امرہ فی ست"۔

گوسالہ سامری

آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۶۵۰ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"سو اس (لیکھرام۔ ناقل) کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جل شانہ کی طرف سے الہام ہوا

عجل جسد الہ خوار۔ لہ نصب وعذاب

یعنی صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا"۔

Earlsfield Properties
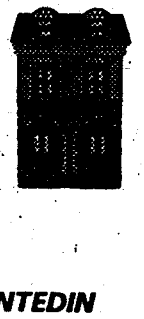
RENTING
AGENTS
081 877 0762
PROPERTIES WANTEDIN
ALL AREAS FOR
WAITING TENANTS

CAN YOU SERIOUSLY
AFFORD TO TRAVEL BY
AIR WITHOUT FIRST
CHECKING OUR PRICES?
PHONE US FOR A QUOTE
ATLAS
TRAVEL
061 795 3656
493, CHEETHAM HILL ROAD,
MANCHESTER, M8 7HY

گویا اس الہام میں لیکھرام کو سامری کے گوسالہ (بچھڑے) کے ساتھ تشبیہہ دی گئی اور آیئے دیکھیں کہ پیش گوئی کے یہ الفاظ حرف بحرف اس ظالم پر کس طرح پورے ہوئے اور خدا کی قدرت کہ جس طرح بنی اسرائیل کے سامری کے بنائے ہوئے (بچھڑے) کے ساتھ ہوا اسی طرح اس کے ساتھ ہوا مثلاً۔

۱۔ ۔ وہ گوسالہ (عجل) محض بے جان تھا ایسے ہی لیکھ رام بے جان تھا اس کو روحانی زندگی نصیب نہ ہوئی۔

۲۔ ۔ جس طرح وہ گوسالہ (عجل) ایک کھلونے کی طرح تھا اور اس کی کل دبانے سے آواز نکلتی تھی اسی طرح یہ لیکھرام آریہ سماج کے ہاتھوں میں ایک کھلونا بنا ہوا تھا اور ان کے جوش دلانے سے بولتا تھا۔

۳۔ ۔ جس طرح وہ گوسالہ ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا اسی طرح اس کے ساتھ بھی ہوا۔

۴۔ ۔ اس گوسالہ کو بھی جلایا گیا اور اسے بھی جلایا گیا۔

۵۔ ۔ اس گوسالہ کو بھی جلانے کے بعد اس کی راکھ کو دریا میں بہا دیا گیا اسی طرح اس کو بھی جلانے کے بعد اس کی راکھ کو دریائے راوی میں بہا دیا گیا۔

۶۔ ۔ ایک اور مشابہت کا ذکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس طرح فرمایا۔

"خدا نے اپنے الہام میں لیکھرام کا نام گوسالہ سامری رکھا ہے اور اب میں دیکھتا ہوں کہ اس کی حمایت میں اس قدر غلو کیا گیا ہے کہ گویا سامری کے گوسالہ کی طرح اس کی پرستش شروع ہو گئی ہے"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم ۔ ۳۷۴)

چھ کا ہندسہ اور لیکھ رام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"......اور عربی الہام میں بعض جگہ صرف چھ کا لفظ بھی ہے وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی موت سے چھ کے عدد کو خاص تعلق ہے۔ یعنی یہ کہ وہ چھ برس کے اندر فوت ہو گا اور ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کے دن میں اور ۶ بجے میں بعد دوپہر کے حملہ ہو گا۔ غرض تینوں صورتوں میں برابر چھ کا تعلق ہے"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم ۔ ۳۷۱)

پیش گوئی پر حضورؑ کا ردعمل

خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل مادر مہربان کی طرح ہوتے ہیں۔ قوم کے غم میں وہ ہلکان ہو رہے ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے تمام نبیوں کے سرتاج اور رسولوں کے فخر صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ یوں کھینچا ہے کہ

SUPPLIERS OF
CATERING MATERIAL
FOR WEDDINGS,
PARTIES AND OTHER
SOCIAL FUNCTIONS

ABBA

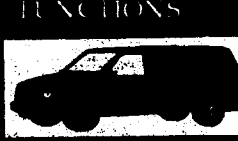

CATERING SUPPLIES
081 574 8275
081 843 9797

لعلک باخع نفسک ان لایکونوا مومنین

(سورہ کہف : ۷)

کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے ایمان نہ لانے پر گویا تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل متبع تھے۔ آپ کے دل میں بھی قوم کی حالت کا غم کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ کے کلام میں خواہ وہ نثر ہو یا نظم عربی، اردو، فارسی۔ ہر آن ان بھولے بھٹکے لوگوں کے لئے دل میں ایسا غم چھلکتا نظر آتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ بطور مثال یہی لیکھرام کا قتل پیش کیا جاتا ہے۔ بڑا بدبخت اور بدباطن تھا یہ شخص۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا تو اس کی عادت ثانیہ بن چکا تھا۔ گویا اس کی بیمار روح کی یہ غذا تھی اور آخر کار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے محبوب کے خلاف یہ بدزبانی برداشت نہ کر سکے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو حقیقی عشق تھا اس کی غیرت کا تقاضا تھا کہ خدا کے سپرد اس کا معاملہ کیا جائے۔

لیکن جب یہ خدا کے قہری عذاب کا شکار ہوا اور ہدایت سے محروم اس دنیا سے چلا گیا تو خدا کا فرستادہ مادر مہربان کی طرح کی کیفیت کا اظہار کرتا ہے۔ خوشی بھی ہے اور غم بھی ہے اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ خوشی زیادہ تھی یا غم زیادہ تھا۔ بس خوشی اور غم کے دو دھارے ایسے تھے جیسے ساتھ ساتھ بہہ رہے ہوں اس کیفیت کا اظہار کرنا مشکل ہے البتہ محسوس کیا جا سکتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اسی کیفیت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"......ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا، زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آ جاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا اور میں امید رکھتا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی زندہ ہو جاتا۔ وہ خدا جس کو میں جانتا ہوں اس سے کوئی بات انہونی نہیں اور خوشی اس بات کی ہے کہ پیش گوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ ۔ ۳۵۲)

پھر ایک جگہ فرمایا:۔

"اگرچہ انسانی ہمدردی کی رو سے ہمیں افسوس ہے کہ اس کی موت ایک سخت مصیبت اور آفت اور ناگہانی حادثہ کے طور پر عین جوانی کے عالم میں ہوئی لیکن دوسرے پہلو کی رو سے ہم خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں جو اس کے مونہہ کی باتیں آج پوری ہو گئیں۔ ہمیں قسم ہے اس خدا کی جو ہمارے دل کو جانتا ہے کہ اگر وہ یا کوئی اور کسی خطرہ موت میں مبتلا ہوتا اور ہماری ہمدردی سے وہ بچ سکتا تو ہم کبھی فرق نہ کرتے کیونکہ خدا کی باتیں بجائے خود اپنے لئے ایک وقت رکھتی ہیں مگر انسان کو چاہئے کہ انسانی اخلاق اور انسانی ہمدردی سے کسی حالت میں درگزر نہ کرے کہ یہی اعلیٰ درجہ کا خلق ہے مگر نہ ہم اور نہ کوئی اور خدا کی قرار دادہ باتوں کو روک سکتا ہے ..... یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان ہے کیونکہ اس نے چاہا کہ اس کے بندہ کی تحقیر کرنے والے متنبہ ہو جائیں اور اپنی جانوں پر رحم کریں۔ ایسا نہ ہو کہ اسی حجاب میں گزر جائیں۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کب کا نابود کیا جاتا"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ ۔ ۳۳۶، ۳۳۸)

پیش گوئی تیس روشن نشانات کا مجموعہ

یہ پیش گوئی بظاہر ایک فرد واحد کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہے لیکن در حقیقت یہ ایک پیش گوئی نہیں تھی بلکہ بے شمار روشن نشانات کا مجموعہ تھی اور بنظر غور اس پیش گوئی کو یکجائی نظر دیکھا جائے تو لاتعداد الٰہی اشارے اس میں نظر آئیں گے۔ مثلاً:۔

۱۔ لیکھرام کی موت۔

۲۔ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے چھ سال کے اندر ہوگی۔

۳۔ جو نہ پانی میں غرق ہونے سے، نہ آگ میں جلنے سے، نہ درندہ کے کھانے سے، نہ چھت وغیرہ کے نیچے آنے سے، نہ اونچائی سے گرنے سے، نہ گلا گھونٹنے سے، نہ کسی بیماری سے بلکہ (تیغ بران محمدؐ) یعنی محمدی تلوار سے وہ موت خون کا نشان بنے گی۔

۴۔ اور تلوار سے بھی یکدم موت واقع نہ ہوگی تاکہ عذاب شدید کا مزہ چکھ سکے۔

۵۔ اور یہ واقعہ گوسالہ سامری کی مانند یہود کی عید کے روز یعنی بروز ہفتہ۔

۶۔ اور اسلامی عید (عید الفطر) کے دن سے۔

۷۔ بالکل ملحق دن کو۔

۸۔ بتاریخ چھ کو ہو گا لیکن۔

۹۔ یہ موت ہفتہ یا اتوار کی درمیانی شب کو۔

۱۰۔ صبح کے چار بجے سے پہلے پہلے ہوگی۔

۱۱۔ قاتل کا حلیہ یہ ہے۔ قوی ہیکل، مہیب شکل، خونی چہرے والا گویا انسان نہیں ملائک میں سے ہو گا۔

۱۲۔ قاتل گرفتار نہ ہو سکے گا۔

۱۳۔ لیکھرام کے بچاؤ کے لئے آریوں کی تمام دعائیں رد ہونگی اور وہ نہ بچا سکیں گے۔

۱۴۔ بلکہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبولیت دعا کا نشان۔

۱۵۔ سرسید احمد خان صاحب۔

۱۶۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور۔

۱۷۔ خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ظاہر ہو گا۔

۱۸۔ جو حضور کو ملہم اور مامور من اللہ ثابت کرے گا۔

۱۹۔ قرآنی ارشاد "ولو تقول" اور "انا لننصر رسلنا" کی حقانیت اور۔

۲۰۔ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی بخش ہونے کا ثبوت اور۔

۲۱۔ شیعہ اصحاب کے لئے بھی نشان عظیم ہو گا۔

۲۲۔ لیکھرام بوجہ موت پھر قادیان میں نہ جانے پائے گا۔

۲۳۔ اس کی موت کے بعد ایک اور نشان طاعون کا ظاہر ہو گا۔

۲۴۔ سرخی کے چھینٹے یعنی خون لیکھرام سے آریوں کو نیست سے ہست کرنے والے خدائے قادر کا پتہ ملے گا۔

۲۵۔ یہود کے گوسالہ سامری کی طرح (خروج ۲۰۔ ۳۲) ہنود کا گوسالہ لیکھرام بھی ٹکڑے ٹکڑے کیا اور جلایا جا کر راکھ اس کی دریا برد ہوگی۔

۲۶۔ جس طرح یہود کے گوسالہ سامری کے مرنے پر طاعون پڑی تھی (خروج ۳۲۔ ۳۵) اس کی مثیل کے مرنے کے بعد بھی طاعون پڑی۔

۲۷۔ قتل لیکھ رام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو پوتر اور پاک مگر لیکھرام کو بدکار ثابت کر دیا۔

۲۸۔ دعائے مباہلہ نے اسلام کی سچائی کا بذریعہ موت لیکھرام فیصلہ کر دیا۔

۲۹۔ حضور کو سازش کا الزام دینے والا خواہ کوئی آریہ ہو۔

۳۰۔ یا مولوی جو بھی موکد بعذاب حلف اٹھائے گا وہ بھی لیکھ رام کی مانند غضب الٰہی کا نشانہ بنے گا۔

سو سو نشان دکھ کر لاتا ہے وہ بلا کر
مجھ کو جو اس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے
اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن بلا یہی ہے

یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولے گا

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں نہایت پرشوکت الفاظ میں یہ اعلان بطور پیش گوئی فرمایا کہ:۔

"اسلام کے مذہب اور ہندوؤں کے مذہب کا خدا تعالیٰ کی درگاہ میں ستر برس سے ایک مقدمہ دائر تھا سو آخر ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کے اجلاس میں اس اعلیٰ عدالت نے مسلمانوں کے حق میں ایسی ڈگری دی جس کا نہ کوئی اپیل اور نہ مرافعہ۔ اب یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولے گا۔ آریہ صاحبوں کو چاہئے کہ اب گورنمنٹ کا ناحق تکلیف نہ دیں۔ مقدمہ صفائی سے فیصلہ پا چکا.....

اگر چاہیں تو قبول کریں کہ شدھ ہونے کا طریق صرف اسلام ہے جس میں داخل ہو کر انسان قادر خدا کے ساتھ باتیں کرنے لگتا ہے۔ زندہ خدا کا مزہ اسی دن آتا ہے اور اسی دن اس کا پتہ لگتا ہے جب انسان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کا قائل ہوتا ہے۔ اس خدا کے سوا باقی سب بیہودہ قصے ہیں کہ لوگوں کی غلطیوں سے قوموں میں رواج پا گئے ہیں..... بقیہ صفحہ ۱۳

SELF SERVICE
DRY CLEANERS

J & L LAUNDERETTE

159 PARK ROAD
KINGSTON UPON
THAMES

حج

دنیائے اسلام کا بے مثال روحانی اجتماع

(حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری)

اسلام دین فطرت ہے۔ اس کی تعلیمات، اس کے احکام، اس کی مقرر کردہ عبادات انسانی روح کو جلا بخشتی ہیں، انسانی تعلقات کو استوار کرتی ہیں، اور اس کے اخلاق سنوارتی ہیں۔ عبادت کی غرض بجز اس کے کچھ نہیں کہ انسانی قلب گداز ہو کر شفاف آئینہ کی طرح محبوب آقا کے نقوش اپنے اندر پیدا کرے اور اس سے رنگین ہو جائے۔ قرآن مجید نے اس غرض کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"الٰہی رنگ کو اختیار کرو۔ اس کے اخلاق کو اپناؤ۔ خدا کے رنگ سے کوئی بہتر نہیں۔ اسی صورت میں تم کہہ سکو گے کہ ہم سچ سچ خدا کی عبادت کرنے والے ہیں"۔

خاص امتیاز

اسلامی عبادات میں حج کو ایک خاص امتیاز حاصل ہے کہ حج اس شخص پر فرض ہے جسے۔

○ راستہ کی استطاعت میسر ہو۔

○ اس استطاعت میں یہ بھی شامل ہے کہ اس شخص کی صحت سفر کے قابل ہو۔

○ یہ بھی شامل ہے کہ اس کے پاس اتنا سرمایہ ہو کہ بآسانی سفر کے علاوہ وہ اپنے اہل و عیال کو بھی اپنی سفر کی واپسی تک خرچ دے سکے۔

جب یہ شرائط متحقق ہو جائیں تو حج فرض ہو جاتا ہے اور اس شخص کے لئے حج بیت اللہ ضروری قرار پاتا ہے۔

عاشقانہ عبادت

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے اور عملی اسلام کی چار دیواری میں چوتھی دیوار ہے۔ حج اپنے سارے مشروط قواعد کے باوجود ایک واضح عاشقانہ عبادت ہے۔ یہ سچ ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ خدائے واحد کی مخلوق ہے اور زمین کا چپہ چپہ اس کی ہستی پر گواہ۔ مگر یہ بھی درست ہے کہ بعض وجود اور بعض مقام اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی قدرتوں کا مظہر بننے کے باعث خاص طور پر متبرک ہوتے ہیں۔ ان سے تعلق اور اس مقام پر حضوری انسانی دل کی کیفیت میں وہ تبدیلی پیدا کرتی ہے جو اور جگہوں پر میسر نہیں ہو سکتی۔ بعض لمحات انسانی زندگی کی ڈگر کو بالکل بدل کر رکھ دیتے ہیں اور بعض مقام انسان کے لئے کایا پلٹ ثابت ہوتے ہیں۔ صرف شرط یہ ہوتی ہے کہ انسان کا دل بیدار ہو اور اس کے احساسات کی نبض جاری ہو۔ حج کیا ہے؟ ـــــ عشاق ربانی کا ایک عدیم النظیر اجتماع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دیوانوں کی محبت کا پرکیف منظر ہے۔ مختلف ممالک کے لوگ مختلف زبانیں بولنے والے لوگ۔ دنیا کے کونے کونے سے وادی بطحا میں جمع ہو رہے ہیں۔ وہ سب کفن کی مانند دو چادروں میں ملبوس بیت اللہ الحرام کے گرد دیوانہ وار گھوم رہے ہیں۔

○ وہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ رہے ہیں۔

○ وہ عرفات کے میدان میں کائنات کے مالک کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوئے بیٹھے ہیں۔

○ وہ منیٰ کے مقام پر بطور شعار جانوروں کی قربانی پیش کر رہے ہیں۔

○ ان کی زبان پر "اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک" ہے۔

○ ان کے دل آستانہ الوہیت پر پگھل رہے ہیں۔

○ ان کی جبینیں خاک پر جھکی ہوئی ہیں۔

یہ لوگ نہ جھگڑنا جانتے ہیں، نہ انہیں کسی قسم کے دنیاوی دھندے سے سروکار ہے۔ یہ سب کچھ تیاگ کر اپنے محبوب کی ملاقات کے لئے سرگرداں پھر رہے ہیں۔ یہ حجاج ہیں ان کی سرفروشانہ مدہوشی کا نام حج ہے۔ یہ چند دن کی عبادت ہے۔ مگر اسے ایک مرتبہ پورے صدق دل سے بجالانے کے ساتھ انسان کا دل دھل جاتا ہے۔ اس کے سارے زنگ دور ہو جاتے ہیں اور وہ سچ مچ ایک نئی زندگی لے کر آنے والا انسان ہوتا ہے۔

سچا حاجی بے شک اس رنگ و بو کے جہان میں بستا ہے مگر وہ اپنی ہی دنیا میں مگن رہتا ہے کیونکہ اس نے وہ کچھ بھی دیکھا ہے جو اس کے اردگرد کے لوگوں نے نہیں دیکھا۔ جس سے دوسرے ابھی آشنا نہیں۔ حج کے اس میں یہی آثار و ثمرات ہیں۔ بیت اللہ تو ابتدائے آفرینش سے قائم ہے اور لوگ اس کی زیارت کے لئے شروع سے آتے تھے۔ مگر حوادث زمانہ سے ایسا انقلاب آیا کہ اس کے بعد ضرورت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو توجہ دلائے کہ وہ انہی بنیادوں پر اس گھر کو پھر استوار کریں اور اس کی آبادی کے لئے اپنی بیوی اور اپنے اکلوتے فرزند کو اس بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ جائیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اشارہ خداوندی کی تعمیل کی۔ سیدہ ہاجرہؓ کے لئے کتنی صبر آزما گھڑی تھی کہ ننھا شیر خوار بچہ گود میں ہے اور خاوند اسے تن تنہا چھوڑ کر فلسطین کا رخ کر رہا ہے۔ مگر وہ کامل الایمان صدیقہ اپنی فراست سے سمجھ گئی کہ وہ ابراہیمؑ جو حضرت لوطؑ کی بدعمل قوم کی بربادی کی خبر پر بے تاب ہو گیا تھا آج بلا وجہ اپنی چہیتی بیوی اور دنیوی طور پر اپنی ساری امیدوں کے آماجگاہ لخت جگر (حضرت) اسماعیلؑ کو اس لق و دق صحرا میں یونہی نہیں چھوڑ رہا چھوڑ کر جانے والے خاوند اور چھوڑی جانے والی بیوی کے جذبات انتہائی حالت میں تھے ـــــ تاہم حضرت ہاجرہؓ نے پوچھ لیا کہ:

"کیا آپ اتنا بڑا اقدام خدا تعالیٰ کے حکم سے کر رہے ہیں؟"

خلیل اکبر علیہ السلام نے سرہلاتے ہوئے جواب دیا:

"ہاں ایسا ہی ہے"۔

تب حضرت ہاجرہؓ کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔

"اذاً لا یضیعنا" تب وہ خدا ہمیں کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا"

آپ کے بعد پانی کا مشکیزہ ختم ہو گیا۔ ہاجرہؓ آخر عورت تھیں بڑے سے بڑا جری مرد بھی اس موقع پر ہاجرہؓ سے بڑھ کر جرات نہ دکھا سکتا تھا۔ پانی کی تلاش میں کبھی صفا پر جاتی تھیں اور دور سے آنے والے قافلے کے لئے نظر دوڑاتی تھیں۔ جب کوئی نظر نہ آتا تھا تو دوسری پہاڑی مروہ پر بھاگ کر جاتی تھیں اور درمیان میں ننھے اسماعیلؑ کو پیار بھری نگاہوں سے دیکھ جاتی تھیں ـــــ صدیقہ ہاجرہؓ نے اس طرح سات چکر کاٹے، آخر زمزم نمودار ہوا اور پانی کا مسئلہ حل ہو گیا۔ صفا اور مروہ کے سات چکر آج بھی حاجی لگاتا ہے اور اس پرانی قربانی کی یاد کو تازہ کرتا ہے ـــــ خدا کی پیش گوئیوں کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی یقین تھا کہ خدا اسماعیلؑ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا بلکہ اسے ایک ہونہار اور تناور درخت بنائے گا۔ جس سے قومیں برکت پائیں گی۔ وہ گاہے بہ گاہے اپنے نونہال کو دیکھنے کے لئے فلسطین سے وادی مکہ میں آ جاتے تھے۔

مشیت خداوندی

جب یہ بچہ سن شعور کو پہنچا اور کلام کرنے کے قابل ہوا اور باپ اور بیٹے نے مل کر بیت اللہ کو پرانے آثار پر استوار کر دیا تو اشارہ خداوندی سے ایک اور امتحان درپیش آیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ بیٹے سے پوچھا۔ سعادت مند بیٹا آگے بڑھ کر بولا۔

"آپ بے دریغ اس حکم کی تعمیل فرمائیں جو آپ کو ملا ہے۔ مجھے آپ خدا کے فضل سے صبر و استقلال کا پتلا پائیں گے"۔

کامل آمادگی کے اظہار پر مشیت خداوندی نمودار ہوئی اور ابراہیمؑ کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا گیا اور اسماعیلؑ کی بے مثال قربانی کی تقلید میں قربانیوں کا نہ ختم ہونے والا تسلسل جاری کر دیا گیا۔ جو آج چار ہزار برس بیت جانے کے باوجود اسی آب و تاب سے پیش کی جا رہی ہیں۔ ہزاروں منیٰ میں اور بے شمار اسلامی دنیا کے کونے کونے میں۔

حج بیت اللہ اور منیٰ کی قربانیاں درحقیقت اسی قربانی عظیم کی یادگار ہیں جو گھرانہ خلیل اللہ نے پیش کی تھیں۔ تینوں دل ذبح ہو گئے۔ باپ اور خاوند بھی امتحان میں پورا اترا ـــــ ماں اور بیوی بھی امتحان میں پوری اتری ـــــ بیٹا بھی امتحان میں پورا اترا ـــــ ان کامل قربانیوں کی عملی یادگار حج کی صورت میں مقرر ہوئی جو زمین اور آسمان کے قیام تک جاری رہے گی۔

بقیہ "لیکھرام کا انجام" از صفحہ ۱۴

اسلام کا سچا اور قادر خدا ہمیشہ اپنے زندہ نشان دکھلاتا ہے اس خدا کا تابع ہرگز یہ نہیں کہتا کہ میرے خدا کی قدرتیں آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں۔ سو زندہ خدا پر ایمان لاؤ۔ جس کی پرزور طاقتیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ اسی خدا کا دامن پکڑو کر جو ایسے عجائبات تم میں ظاہر کر رہا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲۔ ۴۷۵، ۴۷۶)

میں نے اس مضمون کے آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پر شوکت اعلان منتخب کیا ہے جس میں حضور اقدس نے نہایت جلال سے یہ فرمایا ہے کہ اب یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولے گا۔ اور بھولے گا بھی کیسے! ہم تو دیکھتے ہیں کہ جب بھی خدا کے فرستادہ پر کسی نے زبان طعن درازکی، جب بھی کسی نے اپنی زندگی کا نصب العین "اسلام" کو ختم کرنا قرار دیا تو خدا کی تلوار ہمیشہ بے نیام ہوتی رہی۔ پہلے بھی ایسا ہوتا رہا۔ زیر نظر واقعات میں بھی ایسا ہوا کہ خدا کے ایک پیارے کو اس کے عشق محمدی کی وجہ سے بے وجہ ستایا گیا۔ اس کو دکھ دیا گیا اور آخر اس "آہ میرزا" نے ان دکھ دینے والوں کے گھروں میں ماتم برپا کر دیا۔

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

ہم نے نظارہ پہلے دل کی آنکھ سے دیکھا اور پھر جب خدا کے ایک پیارے کو ستایا گیا تو ہم نے

کل یوم ھو فی شان

خدا کی باتوں کو ایک دفعہ پھر پورا ہوتے ہوئے دیکھا۔ ہم نے دو گھڑی صبر کرنے کا درس دینے والے پیارے کی درد بھری آہوں کو ایک دفعہ پھر "آہ میرزا" کے لبادے میں فلک پر جاتے ہوئے دیکھا اور اس آہ کو پھر "تیغ براں" بننے کا اذن دیا گیا۔ اور وہ تیغ دعا وقت کے ظالم اور بد زبان اور بد باطن شخص کا وہ عبرتناک نظارہ دکھلا گئی کہ ۹۲ سال پہلے کا نظارہ ہماری آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ اور اس تقدیر کو پورا ہوتے ہوئے ہم نے اپنی زندگی میں ہی دیکھ لیا کہ۔

کل چلی تھی جو لکھو پہ تیغ دعا
آج بھی اذن ہو گا کہ چل جائے گی

کتب مستفاد

اس مضمون کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا۔

۱۔ آئینہ کمالات اسلام
۲۔ برکات الدعا
۳۔ حقیقۃ الوحی
۴۔ مجموعہ اشتہارات جلد دوم
۵۔ مجموعہ اشتہارت جلد سوم
۶۔ تاریخ احمدیت جلد اول
۷۔ ملفوظات جلد اول
۸۔ پنڈت لیکھرام پشاوری کی موت تصنیف مولانا سید احمد علی شاہ صاحب۔
۹۔ کلیات آریہ مسافر
۱۰۔ درثمین اردو

NEW AND SECOND HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES
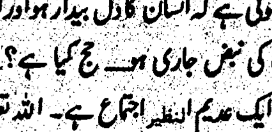
376 ILFORD LANE
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

نیوزی لینڈ

(رشید احمد چوہدری)

آج دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جس نے نیوزی لینڈ کا نام نہ سنا ہو۔ یہ ملک دنیا بھر میں مکھن اور پنیر برآمد کرنے کی وجہ سے ہی مشہور نہیں بلکہ کھیلوں کے میدان میں اسکی کرکٹ اور رگبی کی ٹیمیں دنیا کے بیشتر ممالک کا دورہ کر کے اپنے ملک کی شہرت کو چار چاند لگاتی ہیں۔ نیوزی لینڈ کے حوالے سے ہی ایک خاص قسم کا پرندہ جسے کیوی کہتے ہیں دنیا بھر میں متعارف ہے۔ آیئے آج آپ کو اس ملک کا قدرے تفصیلی تعارف کروائیں۔

نیوزی لینڈ دو بڑے اور کئی ایک چھوٹے جزیروں کا مجموعہ ہے۔ یہ آسٹریلیا کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ نیوزی لینڈ کا کل رقبہ ۲۶۸۶۷۶ مربع کلومیٹر ہے۔ ۳۱ دسمبر ۹۰ء کی مردم شماری کے مطابق آبادی ۳۴۲۹۱۰۰ ہے جن میں ۱۷۲۹۶۰۰ مستورات ہیں۔ اس آبادی میں نیوزی لینڈ کے ماؤری لوگوں کی تعداد ۳۰۹۰۰۰ ہے جن میں مستورات ۱۵۳۴۰۰ ہیں۔

مذہبی تقسیم کے مطابق مندرجہ ذیل گروہ موجود ہیں:

چرچ آف انگلینڈ	۷۸۴۰۵۹
پریس بیٹرین	۵۸۶۵۳۰
رومن کیتھولک	۴۹۵۳۰۰
میتھوڈسٹ	۱۵۲۹۵۵
بپٹسٹ	۶۷۷۱۶
دیگر عیسائی فرقے	۸۷۱۶۸۹
دہریہ	۵۹۳۸۵

قدرتی معدنیات، پیداوار اور صنعت

ملک میں گیس کے چار بڑے بڑے ذخیرے ہیں۔ قدرتی معدنیات میں لوہا، سونا، کوئلہ اور چونے کا پتھر شامل ہیں۔ چونے کا پتھر سیمنٹ بنانے کے کام آتا ہے اور زراعت میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ درآمد کیا ہوا تیل ملک کی پچاس فیصد ضروریات پوری کرتا ہے۔ باقی ضرورت کوئلے، گیس اور شمسی توانائی سے پوری کی جاتی ہے۔

زمین کا دو تہائی حصہ کاشتکاری کے لئے مناسب ہے۔ ملک میں بے شمار چراگاہیں ہیں جس کی وجہ سے بھیڑیں اور دیگر مویشی پالے جاتے ہیں ان سے اندازاً ۱۰۴۲ ملین ٹن گوشت سالانہ تیار ہوتا ہے۔ بھیڑوں سے سالانہ ۲۸۳۴۵۷ ٹن اون حاصل ہوتی ہے۔ فصلوں میں گندم، جو اور مکئی وغیرہ کی کاشت کی جاتی ہے۔

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:
041 777 8568
FAX 041 776 7130

جنگلات کی کثرت کی وجہ سے لکڑی کی صنعت بھی کافی ہے۔ ملک میں ۳۰۰ لکڑی بنانے کے کارخانے، چھ پلائی وڈ کے پلانٹ، تین چپس بورڈ کی ملیں، ۸ کاغذ بنانے کی ملیں اور ۴ فائبر بورڈ کی ملیں ہیں۔ کاغذ بنانے والے کارخانے اندازاً ۷۳۵۲۰۷ ٹن کاغذ سالانہ تیار کرتے ہیں۔

مچھلی کی پیداوار بھی کافی ہے اور تقریباً ۱۶۰۹۰۲ ٹن مچھلی ہر سال دوسرے ممالک کو بھجوائی جاتی ہے۔

ملک میں سڑکوں کی لمبائی ۹۲۹۷۴ کلو میٹر ہے جن پر ۱۴۰۵۷ پل تعمیر کئے گئے ہیں۔ نیوزی لینڈ سے روزانہ چھپنے والے اخبارات کی تعداد ۳۲ ہے۔

ملک میں پھلوں، گوشت اور مچھلی مکھن، پنیر اور دودھ کو ڈبوں میں بند کرنے والی انڈسٹری ہے۔ اسی طرح ٹیکسٹائل، کاغذ اور کاغذ سے بنی ہوئی اشیاء تیار کرنے والے کارخانے اور کیمیکل انڈسٹری لوہے اور فولاد سے چیزیں بنانے والے، لکڑی اور لکڑی سے بنی ہوئی اشیاء بنانے والے کارخانے عام ہیں۔

تجارت، درآمد و برآمد

جن اشیاء کی برآمد کی جاتی ہے ان میں تازہ اور منجمد گوشت، دودھ، کریم، مکھن، دہی اور پنیر وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح زندہ جانور اور جانوروں کی کھالیں۔ تازہ اور منجمد مچھلی، سبزیاں اور پھل جن میں زیادہ تر سیب ہے، عمارتی لکڑی اور لکڑی سے بنی ہوئی اشیاء اسی طرح کاغذ اور کاغذ سے بنی ہوئی اشیاء شامل ہیں۔

مندرجہ ذیل اشیاء ملک میں درآمد کی جاتی ہیں:۔

پھل، شوگر، تیل (کروڈ آئل) جس سے پٹرول نکالا جاتا ہے۔ ایلومینیم، تانبا، لوہا اور فولاد، اوزار اور مشینری، ربڑ اور ربڑ سے بنی ہوئی اشیاء، کتابیں اور رسالے۔ فوٹوگرافک، سرجیکل اور ٹیکنیکل اشیاء، کاریں، ٹرک، بسیں، ہوائی جہاز، بحری جہاز، شیشہ اور شیشے سے بنی ہوئی اشیاء۔

ماؤری قبائل اور نیوزی لینڈ کی دریافت

آج سے تقریباً ۱۲۰۰ سو سال قبل یہاں کوئی آبادی نہ تھی۔ اس علاقہ میں سب سے پہلے آنے والے لوگ ماؤری قبائل کے لوگ تھے جو غالباً نئے علاقوں کی دریافت اور بہتر سامان زندگی کی تلاش میں چھوٹی چھوٹی کشتیوں کے ذریعہ یہاں پہنچے اور پھر یہیں آباد ہو گئے۔ یہ قبائل زمانہ قدیم سے بحرالکاہل کے جزیروں میں جن کو ہوائی کہتے تھے رہائش پذیر تھے۔ یہ لوگ بہادر ملاح تھے اور بے خطر سمندر میں گھومتے رہتے تھے۔ نیوزی لینڈ کی دریافت شدہ زمین کو انہوں نے آؤٹیروا (Aotearoa) کا نام دیا۔

بعض عمر رسیدہ ماؤری لوگوں کے مطابق ہوائی سے لوگ کشتیوں میں نیوزی لینڈ پہنچے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ نقل مکانی تین دفعہ ہوئی۔ پہلی دفعہ جو لوگ یہاں آئے انہوں نے جنگلات میں بسیرا کیا۔ دو سو سال بعد پھر وسیع پیمانے پر نقل مکانی ہوئی تو ان قبائل کے سردار اور ان کی فیملیاں بھی آئیں تاکہ اپنے اپنے قبیلہ کے لوگوں پر کنٹرول کیا جا سکے۔ اب یہ لوگ مل جل کر آبادیوں میں رہنے لگے۔ تیسری مرتبہ جو کشتیوں کا قافلہ آیا وہ اپنے ساتھ سبزیاں، فروٹ اور درخت نیز کچھ پالتو جانور کتے وغیرہ لایا۔ اور پھلوں سبزیوں اور درختوں کی کاشت یہاں کرنے کی کوشش کی۔ جہاں انہیں کافی کامیابی ہوئی وہاں بعض چیزوں کی کاشت میں انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا مثلاً ناریل کی کاشت باوجود انتہائی کوشش کے یہاں نہ ہو سکی۔

یہ قبائل اوائل میں ماؤری نہیں کہلاتے تھے۔ ماؤری نام انہوں نے اس وقت اختیار کیا جب یورپین قوموں سے ان کا رابطہ ہوا۔ ماؤری کا مطلب "نارمل" یا "عام لوگ" ہے جو یورپین اقوام سے خود کو ممتاز کرنے کے لئے رکھا گیا تھا۔ اپنے گھریلو جزیروں کی نسبت یہ نئے علاقے آب و ہوا کے اعتبار سے بالکل مختلف تھے۔ یہ علاقے انتہائی سرد تھے جس کی وجہ سے وہ پودے جو یہ اپنے ساتھ لائے تھے وہ سردی کی تاب نہ لا کر دم توڑ گئے۔ نیز انہوں نے یہ فرق بھی محسوس کیا کہ ان علاقوں کے جنگلات نہایت گھنے اور وسیع رقبہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ اسی طرح پہاڑ بھی زیادہ بلند اور مہیب نظر آتے تھے۔ جو جانور یہاں موجود تھے وہ بھی مختلف تھے مثلاً پرندے ایسے تھے کہ بعض ان میں سے اڑ نہیں سکتے تھے۔ مثلاً "کیوی" جو اڑان نہیں کر سکتا تھا۔ سب سے دلچسپ پرندہ "موآ" تھا۔ اس پرندے کا قد بعض دفعہ شتر مرغ سے بھی اونچا ہوتا تھا۔ اس پرندے کا گوشت کھانے کے کام آتا تھا اور ہڈیوں سے اوزار بنائے جاتے تھے۔ اس جانور کے انڈوں کے خول اتنے مضبوط تھے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پانی ڈھونے کے کام آتے تھے۔

مچھلیوں کی اس علاقے میں بہتات تھی۔ شروع میں آنے والے قبائل ایک جگہ ڈیرہ ڈالنے کی بجائے خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ پرندوں اور مچھلیوں کا شکار کر کے اپنا پیٹ بھرتے تھے اور پودے اور درخت اگا کر ان سے خوراک حاصل کرتے تھے مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب "موآ" پرندے ناپید ہو گئے تو یہ لوگ کھیتی باڑی کی طرف زیادہ توجہ دینے لگے۔ اس طرح آبادیاں قائم ہو گئیں اور وہ دیہاتوں میں منظم زندگی گزارنے لگے۔ سب سے زیادہ فصل "کمارا" کی اگائی جانے لگی جس کو وہ ہوائی جزائر سے ساتھ لائے تھے۔ یہ آلو کی شکل کی سبزی تھی مگر آلو سے کہیں زیادہ میٹھی۔ ہر قبیلے کا اپنا گاؤں ہوتا تھا اور جو زمین کاشتکاری کے لئے تیار کرتے تھے وہ تمام قبیلہ کی مشترک ہوتی تھی۔ انفرادی ملکیت کا تصور بالکل نہ تھا۔ ہر قبیلہ کا ایک سردار ہوتا تھا جس کو "رنگاتیرا" کہتے تھے۔ قبائل کے سردار ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے تھے۔ اسی طرح وہ غلاموں سے بھی کام لیتے تھے۔ غلام وہ لوگ تھے جو دشمن قبائل کے کسی نہ کسی طرح ان کے ہتھے چڑھ جاتے تھے۔ جب کھیتی باڑی کا رواج زور پکڑ گیا تو ماؤری قبائل کا رہن سہن بھی بدل گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے مل جل کر رہنے کا ڈھنگ سیکھا مگر ساتھ ہی جھگڑوں اور لڑائیوں میں بھی اضافہ ہو گیا کیونکہ ہر قبیلے کی خواہش ہوتی تھی کہ وہ زیادہ زمین حاصل کر سکے تاکہ فصل زیادہ ہو۔ اس طرح زمین کی ملکیت، قبیلہ کی خوشحالی اور طاقت کا پیمانہ بن گئی۔

ماؤری قبائل کا مذہب

ماؤری لوگ بنیادی طور پر ایک خدا کو مانتے تھے مگر انہوں نے آٹھ چھوٹے چھوٹے خدا بنائے ہوئے تھے جن کے سپرد مختلف کام ہیں۔

۱۔ سمندر پر کنٹرول کرنے والا خدا۔
۲۔ مچھلیوں کا خدا۔
۳۔ جنگلات کا خدا۔
۴۔ زلزلے لانے والا خدا۔
۵۔ پرندوں کا خدا۔
۶۔ کاشتکاری کی دیکھ بھال کرنے والا خدا۔
۷۔ امن کا خدا۔
۸۔ لڑائی کا خدا۔

ماؤری لوگ ۵۰ کے لگ بھگ قبائل میں بٹے ہوئے تھے۔ ہر قبیلہ کا ایک مذہبی راہنما ہوتا تھا جو لوگوں کو قربانی کے لئے تیار کرتا تھا تاکہ دیوتا لوگوں سے ناراض نہ ہو جائیں۔ چڑھاوا صرف خوراک کا دیا جاتا تھا۔ خاص طور پر نئی فصل تیار ہونے پر فصلوں کے خدا "رونگو" کو چڑھاوا چڑھا دیتے تھے۔ لڑائی میں پہلے مرنے والے شخص کو "لڑائی" کے خدا کے حضور پیش کرتے تھے۔ یہ لوگ اپنے عقائد پر نہایت پختہ تھے بعض چیزوں، حرکات اور جگہوں کو حرام قرار دے رکھا تھا اور ان باتوں کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ خلاف ورزی کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا کیونکہ ان کو یقین تھا کہ اگر ان چیزوں کی بے حرمتی کی گئی تو ان پر عذاب نازل ہو گا۔

مردوں کی ہڈیاں صاف کر کے ان پر نقش و نگار بناتے تھے اور پھر انہیں لکڑی کے صندوقوں میں بحفاظت رکھتے تھے۔ اس وقت پولیس یا قانون کا وجود تو نہیں تھا۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو قبیلہ کا سردار ہی سزا دیتا تھا۔ مندر یا عبادت گاہیں نہیں ہوتی تھیں۔ پیدائش اور وفات کی رسوم ادا کرنے کے لئے کھلی جگہیں پتھروں کا احاطہ بنا کر استعمال کی جاتی تھیں۔

ماؤری کلچر

ماؤری قبائل بچوں کی تعلیم کا خاص خیال رکھتے تھے۔ بچپن سے ہی ان کو جنگجوئی کی تعلیم دی جاتی تھی۔ ہر نسل اس بات کا خاص اہتمام کرتی تھی کہ اگلی نسل کو اپنی تاریخ، روایات اور حکمت کی باتوں سے آگاہ کرے۔ رات کو گھروں میں آگ جلتی رہتی جس سے وہ گرم رہتے اور مدہم روشنی میں شاعری کی محفلیں جمتی تھیں۔ کبھی کبھار دوسرے قبائل کے لوگ گاؤں میں آ جاتے۔ اگر وہ صلح کی نیت سے آتے تو تمام گاؤں جشن مناتا اور کھلے میدان میں ناچ گا کر ان کا استقبال کیا جاتا۔ مہمانوں کی اتنی عزت افزائی کرتے کہ ان کے لئے عمدہ سے عمدہ کھانے تیار کئے جاتے۔

ماؤری قبائل میں اکثر لڑائیوں کی بنیاد زمین ہوتی جس پر قبضہ کے دوران تنازعہ اٹھ کھڑا ہوتا۔ ان قبائل میں تیر کمان کا رواج نہ تھا۔ ان کے ہتھیار دست بدست لڑائی کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ اکثر

ASIAN AND ENGLISH
JEWELLERY
BEST DISCOUNTS
MEDINA
JEWELLERS
VAT REGISTERED
2 CALARENDEN ROAD
WHALLY RANGE
MANCHESTER M16 8LB
061 232 0526

اوزار لکڑی کے ہوتے مگر وھیل مچھلی کی ہڈیوں اور پتھروں سے بھی ہتھیار تیار کئے جاتے۔ لڑائیوں میں بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ کیا جاتا۔ دشمن کے سر اتار کر محفوظ کر لئے جاتے تاکہ اپنی طاقت کی دھاک لوگوں پر بٹھائی جاسکے۔ اکثر دشمن قبیلہ بھی بدلہ لینے کی کوشش کرتا اس طرح بعض قبائل کی لڑائیاں طول پکڑ جاتیں اور پشتوں تک جاری رہتیں۔ ماؤری اپنے گھروں اور کشتیوں وغیرہ کو بڑی محنت سے بناتے اور ان پر مختلف رنگوں کے نقش و نگار بناتے۔ اپنے چہروں اور جسموں پر بھی نقش و نگار بنانے کا رواج تھا۔ لکڑی کی چیزوں پر کھدائی کا کام کرنے کے ماہر تھے۔ درختوں کی کھال سے ریشے بنا کر کپڑے تیار کئے جاتے تھے۔ ماؤری لوگ دھات کے استعمال سے ناواقف تھے۔

یورپین اقوام کی آمد

جب ان علاقوں میں یورپین لوگ آنے شروع ہوئے تو ماؤری قبائل اپنے لئے خطرہ محسوس کرنے لگے۔ سب سے پہلا یورپین ایک ڈچ ایبل تاس مین (AbelTasman) تھا جو ۱۶۴۲ء میں نیوزی لینڈ آیا۔ جنوبی جزیرے کے ماؤری قبائل سے اس کا مقابلہ ہوا اور وہ جلدی یہاں سے چلا گیا۔ ۱۷۷۰ء میں آسٹریلیا سے جیمز کک نیوزی لینڈ آیا۔ اس نے اپنے سفرنامے میں ماؤری لوگوں کی ذہانت کی بہت تعریف کی ہے۔ وہ کافی دیر یہاں ٹھہرا۔ نئے آنے والے یورپین اپنے ساتھ کئی کار آمد اشیاء مثلاً لوہا، کپڑا، برتن اور کئی قسم کے پالتو جانور ساتھ لائے۔ نئے طریقوں سے بہتر فصلیں اگائیں مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ الکحل، تمباکو، اور بندوقیں بھی لے کر آئے جس سے ماؤری قبائل کچھ خائف ہوگئے۔ پہلے پہل یہاں آکر بسنے والے آسٹریلین تھے جو وہیل مچھلی کا شکار کرنے یا تجارت کرنے کی غرض سے یہاں آبسے تھے مگر یہ لوگ انتہائی خود غرض تھے اور معمولی معمولی باتوں پر لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے تھے۔ بڑھیا ہتھیار ہونے کی وجہ سے اکثر ماؤری قبائل کو نیچا دکھاتے تھے۔

عیسائی مشنریوں کی آمد

۱۸۱۴ء میں عیسائی مشنری بڑی تعداد میں نیوزی لینڈ پہنچے اور ماؤری قبائل کو عیسائیت اختیار کرنے کی ترغیب دی۔ ماؤری چونکہ اپنے عقائد پر پختہ تھے اور ایک غیور قوم تھے وہ شروع شروع میں عیسائیت سے بالکل متاثر نہ ہوئے۔ مگر جب انہوں نے اپنے آزمودہ ہتھکنڈے استعمال کرنے شروع کئے اور بظاہر لوگوں کی تعلیم اور بہبود پر توجہ دینے لگے اور اس بات کا پرچار شروع کیا کہ عیسائیت کی آغوش میں آکر وہ بہتر زندگی گزارنے لگیں گے۔ چنانچہ انہوں نے کھانے پینے کی اشیاء لوہے کے اوزار، مچھلی پکڑنے کے لئے کانٹے اور اوڑھنے کے لئے اونی کمبل وغیرہ مہیا کرنے شروع کئے تو ماؤری لوگوں کو انکا وجود برداشت کرنا پڑا۔ مگر جس طرح امریکہ میں ریڈ انڈین اقوام کے ساتھ بھیانک سلوک کیا گیا بعینہ اسی طرح ماؤری قبائل پر ظلم کئے گئے۔ جوں جوں یورپ سے، خصوصاً برطانیہ سے مزید آباد کار آتے گئے ماؤری قبائل سے تقریباً مفت زمین حاصل کر کے بستیاں آباد کرتے گئے۔ ماؤری قبائل میں چونکہ شخصی ملکیت کا تصور ہی نہ تھا ان کو اس بات کا بہت دیر سے پتہ چلا کہ ان کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے اور وہ اپنی زمینوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ آہستہ آہستہ آباد کاروں اور ماؤری قبائل میں اختلافات بڑھتے گئے۔ ۱۸۳۵ء کے لگ بھگ عیسائیت کو کافی حد تک کامیابی ہوئی اور بہت سے ماؤری قبائل نے عیسائیت کو قبول کر لیا۔

ماؤری قبائل اور یورپین اقوام میں جنگ

۱۸۲۰ء کے لگ بھگ دونوں گروہوں میں لڑائی کا آغاز ہوا۔ ان جنگوں میں دونوں طرف سے بندوقوں کا استعمال ہوا کیونکہ اب ماؤری قبائل بھی بندوق چلانے میں ماہر ہو چکے تھے۔ ۱۸۴۰ء میں برطانوی حکومت نے ماؤری قبائل کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جو "معاہدہ وٹانگی" (Waitangi) کہلاتا ہے جس کی رو سے نیوزی لینڈ پر برطانیہ کا تسلط جائز سمجھا گیا۔ نیز یہ بھی طے پایا کہ ماؤری قبائل سے مزید زمینیں نہیں لی جائیں گی مگر جلد ہی یہ معاہدہ توڑ دیا گیا اور ماؤری قبائل سے زمین ہتھیانے کا سلسلہ جاری رہا۔ چونکہ بعض قبائل اس معاہدے میں شامل نہیں ہوئے تھے نیز بعض قبائل نے آباد کاروں کو زمین بیچنے سے انکار کر دیا اور سخت احتجاج کیا تو ۱۸۴۵ء کے لگ بھگ باقاعدہ لڑائی شروع ہو گئی جو ولنگٹن اور Bay of Islands میں ہوئی جو آخر کار ۱۸۴۷ء میں گورنر جارج گرے نے بزور طاقت فتح حاصل کر لی اور اس طرح ماؤری قبائل کو یکے بعد دیگرے شکست ہوتی گئی۔ ۱۸۴۷ء سے ۱۸۶۰ء تک نسبتاً امن رہا مگر اس دور میں بہت سے آباد کار برطانیہ سے نیوزی لینڈ پہنچے یہانتک کہ ۱۸۵۰ء میں، آنے والوں کی تعداد ماؤری لوگوں سے بڑھ گئی اور ان کی طرف سے زیادہ زمین کا مطالبہ ہونے لگا۔ حکومت برطانیہ بھی آباد کاروں کی پشت پر تھی اور مقامی باشندوں کے اعتراضات کو دخل در معقولات خیال کرتی تھی۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے، ۱۸۵۷ء میں شمالی جزیرے کے بعض ماؤری سرداروں نے باہم مشورہ کے ساتھ ایک سردار ٹی ویرو ویرو (Te Whero Wharo) کو اپنا بادشاہ چن لیا اور ماؤری زمین پر اپنا تسلط قائم رکھنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ یورپین آباد کاروں کے ہاتھوں مزید زمین فروخت نہ کی جائے۔ اگرچہ تمام قبائلی سردار اس بات پر متفق تھے کہ زمین فروخت نہ کی جائے مگر سب "ویرو ویرو" کو اپنا بادشاہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ واقعات کے مطابق ایک ماؤری ٹی ٹیرا (Te Teira) نے اپنی دریا برد زمین آباد کاروں کے ہاتھ فروخت کر دی تو تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا اور ۱۸۶۰ء میں "تاراناکی" (Taranaki) کے مقام پر لڑائی شروع ہو گئی۔ برطانوی فوجوں نے ماؤری دیہات کا محاصرہ کر لیا مگر جون ۱۸۶۰ء میں جب انہوں نے پوکیٹا کاویری پا (Puketa Kavere Pa) پر حملہ کیا تو ماؤری قبائل نے اس جوانمردی سے مقابلہ کیا کہ برطانوی فوجوں کے قدم اکھڑ گئے۔ اصل میں برطانوی حکومت ایسے بہانے کی تلاش میں تھی کہ ماؤری قبائل کو ہمیشہ کے لئے زیر کر کے مفتوحہ علاقوں پر مستقل قبضہ جمایا جا سکے۔ چنانچہ انہوں نے لڑائی کو جنگ میں تبدیل کرتے ہوئے کئی مقامات پر ماؤری قبائل کے خلاف ہلہ بول دیا۔

اکتوبر میں اورون گومائی (Orongomai) اور نومبر میں ماہوتائی (Mahoetai) کے مقامات پر ماؤری قبائل کو شکست ہوئی۔ مارچ ۱۸۶۱ء میں جب ٹی اریپا (Te Areipa) بھی برطانوی فوجوں کے قبضہ میں آگیا تو فریقین میں معاہدہ طے پا گیا اور وقتی طور پر لڑائی ختم کر دی گئی اور "تاتارائی ماکا" (Tataraima ka)ka) کا علاقہ جس پر برطانوی قبضہ ہو چکا تھا واپس ماؤری قبائل کو دے دیا گیا۔ مگر اپریل ۱۸۶۳ء میں جنرل گرے نے بھرپور حملہ کرنے کے لئے پختہ سڑک بنوائی اور "تاتارائی ماکا" کے علاقہ سے ماؤری لوگوں کو بھگا دیا۔ اس کے ساتھ ہی جولائی ۱۸۶۳ء میں "ویکاٹو" کے زرخیز علاقہ میں جہاں بادشاہ کا تسلط تھا حملہ کر دیا گیا۔ دیہات کا محاصرہ کیا گیا۔ برطانوی فوجوں کی مدد کے لئے گن بوٹ بھی استعمال کی گئیں اور رضا کاروں کی فوج بھی بنائی گئی جس کے نتیجہ میں میرمیر (Mere Mere) اور رانگیریری (Rangiriri) کے مقامات پر ماؤری قبائل کو شکست ہوئی اور جب ۱۸۶۴ء میں "اوراکوپا" (Ora Kuau Pa) انگریزوں نے فتح کر لیا تو مزاحمت جاتی رہی مگر بعض ماؤری قبائل اور خاص طور پر مذہبی تنظیم "ہاؤ ہاؤ" شکست تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ جولائی ۱۸۶۵ء میں جنرل گرے نے "ویرورا پا" (Weroroa Pa) جو جنوبی تاراناکی کا علاقہ تھا قبضہ کر لیا۔ ادھر ہاؤ ہاؤ کی مدد کے لئے ایک اور دلیر قبیلہ "رنگاٹو" (Ringatu) جس کی کمان گوریلا لیڈر "ٹی کوٹی" کر رہا تھا شامل ہو گیا۔ مگر چونکہ ماؤری قبائل میں اتحاد نہ تھا اور بعض ماؤری قبائل برطانوی آباد کاروں کی طرف سے اپنے ہی لوگوں کے ساتھ لڑ رہے تھے اس لئے انہیں ہر جگہ ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور قتل و غارت کا بازار اس وقت تک جاری رہا جب تک ماؤری سردار یکے بعد دیگرے زیر نہیں ہو گئے۔ اس طرح ماؤری لوگوں سے تقریباً ۳ ملین ایکڑ اراضی ہمیشہ کے لئے چھین لی گئی اور ۱۸۷۲ء تک تمام مزاحمت ختم ہو گئی۔ بادشاہ اپنی رعایا کو لے کر دور دراز علاقوں میں چلا گیا جہاں ان کے پاس ۱۸۸۱ء تک زمین رہی مگر پھر وہ بھی ان کے ہاتھوں سے جاتی رہی۔

آخری جنگ جو ماؤری لوگوں کے بیان کے مطابق "سفید قوموں کا غصہ" کہلاتی ہے ۱۸۶۴ء تا ۱۸۷۲ء تک لڑی گئی جس کا پھیلاؤ تمام شمالی جزیرہ تھا۔ اس طرح ماؤری قبائل بھی امریکہ کی ریڈ انڈین قبائل اور آسٹریلیا کے ابورجنیز (Aborigines) اقوام کی طرح شکست خوردہ ذہنیت پر قانع ہو گئے۔ کچھ غربت اور کچھ مشکلات کی وجہ سے ان کے اندر جسمانی و روحانی بیماریاں سرایت کر گئیں۔ بیرونی حملوں کی وجہ سے نیز بیماریوں کی وجہ سے ان کی تعداد ۱۱۰۰۰۰ سے کم ہو کر ۱۸۹۰ء میں ۴۰۰۰۰ رہ گئی۔ مگر اس کے بعد ان کی تعداد سرعت سے بڑھنے لگی۔ ماؤری قبائل دیہات سے نکل کر شہروں میں آباد ہونا شروع ہوئے۔ تعلیم کی طرف توجہ دی گئی مگر ساتھ ساتھ اپنے کلچر اور روایات کو برقرار رکھا گیا۔ ان میں کئی مشہور لیڈر ہو گزرے ہیں جن میں سے ایک "اپیرانا گوٹو" (Apirana Ngoto) ہیں جنہوں نے لوگوں کو سمجھایا کہ اگرچہ انکا اپنے کلچر پر قائم رہنا ضروری ہے تاہم انہیں نت نئی ایجادات سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اسی طرح ایک اور ماؤری لیڈر "ماوی پومارا" جو ایک کامیاب سیاستدان اور ماہر ڈاکٹر ہو گزرے ہیں انہوں نے لوگوں کو صحت کے اصولوں سے آگاہ کیا۔

شہروں میں آکر ان کا رہن سہن بالکل بدل گیا مگر ان پر ظلم کی داستان ابھی ختم نہیں ہوئی۔ ایک عرصہ تک ماؤری زبان کے سکولوں میں بولنے پر پابندی رہی۔ اور گھٹیا قسم کے کام ان لوگوں کو دئے جاتے رہے۔ جس کے خلاف احتجاج جاری رہا۔ ماؤری لوگ آج بھی معاہدہ "وٹانگی" کو دھوکہ دہی کا معاہدہ گردانتے ہیں۔ اور اپنی چھنی ہوئی زمینوں کو واپس حاصل کرنے کے مطالبات کرتے رہتے ہیں۔

۱۹۸۷ء میں ماؤری زبان کو بھی نیوزی لینڈ کی ایک زبان کا درجہ دے دیا گیا۔ ۱۹سویں صدی کے وسط میں ماؤری قبائل کے لئے پارلیمنٹ میں ۴ سیٹیں ریزرو کر دی گئیں جس پر ۴ ممبر منتخب ہوئے۔ گو ماؤری قبائل کے لوگ آج نیوزی لینڈ کے ہر شعبے میں نظر آتے ہیں لیکن پھر بھی ان کے ساتھ ہر جگہ تعصب سے کام لیا جاتا ہے۔ یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم کے لئے ان کو بہت کم داخلہ ملتا ہے جس کی وجہ سے انہیں روزگار کے حصول کے لئے بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بے روزگاری عام ہونے کی وجہ سے ان لوگوں میں جرائم کی طرف رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔ چوری، ڈاکہ، قتل و غارت، جنسی بے راہ روی اور نشہ آور چیزیں استعمال کرنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ اس گرتی ہوئی قوم کو سنبھالنے کے دعوے تو کئی بار سامنے آئے مگر حقیقت میں ان کا کوئی بھی خواہ نہیں ہے۔ اگر ان قبائل کے لوگوں کی طرف کوئی سچی محبت سے ہاتھ بڑھا سکتا ہے تو وہ احمدیت ہے۔ جس کی طرف توجہ کرنا بہت ضروری ہے۔

نیوزی لینڈ میں جماعت احمدیہ

نیوزی لینڈ میں جماعت ۱۹۸۶ء سے قائم ہے۔ مگر جماعت احمدیہ کی تعداد تھوڑی ہونے کی وجہ سے اس کے وجود کا کسی کو علم نہیں تھا مگر جوبلی کے سال میں جب امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ آک لینڈ کی بندرگاہ پر پہنچے تو ملک بھر میں احمدیت کا تعارف ہوا۔ خاص طور پر ماؤری قبائل میں احمدیت کی طرف رجحان پیدا ہوا۔ ہوائی اڈہ پر حضور کے استقبال کے لئے احباب جماعت کے علاوہ ماؤری قبائل کے تقریباً ۲۰ مرد و زن اور بچے آپ کے استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے جنہوں نے روایتی انداز میں گانے گا کر حضور کا استقبال کیا۔ ماؤری چیف نے اس موقع پر ایک تقریر کی جس میں کہا کہ حضور انور نے نیوزی لینڈ تشریف لا کر اس زمین کو برکت دی ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۶ کالم ۳، ۴

M.A. AMINI
TEXTILES
SPECIALISTS IN:
FABRIC PRINTING
PRINTED CRIMPLENE
90" PRINTED COTTON
QUILT COVERS
PRAYER MATS, BEDDINGS
BED SETTEE COVERS
PROVIDENCE MILL
108 HARRIS STREET
BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832
MOBILE: 0836 799 469
81/83 ROUNDHAY ROAD
LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888
FAX NO. 0274 720 214

AL FAZL INTERNATIONAL
WEEKLY-LONDON

ISSN: 13529587

TEL No: (081) 870 8517
FAX No: (081) 870 1095

تاریخ احمدیت ۱۸۸۵ء

میدان عرفات میں (حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کی زبان سے) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درد انگیز دعا

۱۸۸۵ء کے اوائل میں حضرت صوفی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اجازت سے سفرحج پر روانہ ہونے لگے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے قلم سے انہیں ایک درد انگیز دعا تحریر فرمائی اور لکھا۔

"اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل اللہ تعالیٰ نصیب ہو تو اس مقام محمود مبارک میں انہیں لفظوں سے مسکنت اور غربت کے ہاتھ بحضور دل اٹھا کر گزارش کریں"۔

نیز یہ ہدایت فرمائی کہ:۔

"آپ پر فرض ہے کہ انہیں الفاظ سے بلا تبدیل و تغیر بیت اللہ میں حضرت ارحم الراحمین میں اس عاجز کی طرف سے دعا کریں"۔

چنانچہ حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ نے حضرت کے ارشاد کی تعمیل میں ۹ ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۸۸۵ء کو میدان عرفات میں پڑھی۔ آپ کے پیچھے اس وقت ان کے ۲۰ / ۲۲ خدام اور عقیدتمند تھے۔ جن میں حضرت شہزادہ عبدالمجید صاحبؓ مبلغ ایران، حضرت خان صاحب محمد امیر خان صاحبؓ اور حضرت قاضی زین العابدین صاحب سرہندیؓ اور حضرت صوفی صاحب کے فرزند حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحبؓ بھی شامل تھے۔ صوفی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مکتوب مبارک ہاتھ میں لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا میں یہ خط بلند آواز سے پڑھتا ہوں تم سب آمین کہتے جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس تاریخی دعا کے الفاظ یہ تھے:۔

"اے ارحم الراحمین ایک بندہ عاجز اور ناکارہ پر خطا اور نالائق غلام احمدؑ جو تیری زمین ملک ہند میں ہے اس کی یہ غرض ہے کہ ارحم الراحمین تو مجھ سے راضی ہو اور میری خطیات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور و رحیم ہے اور مجھ سے وہ کام کرا جس سے تو بہت راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر یک قوت اور جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کر اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل متبعین (اخبار الحکم ۶ اگست ۱۸۹۸ء میں متبعین کی بجائے محبین کا لفظ ہے) میں مجھے اٹھا۔ اے ارحم الراحمین جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا اور اس عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب پر جواب تک اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر اور اس عاجز اور اس عاجز کے تمام دوستوں اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کی نظر سے اپنے ظل حمایت میں رکھ کر دین و دنیا میں آپ ان کا متکفل اور متولی ہو جا اور سب کو اپنی دارالرضاء میں پہنچا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آل اور اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام و برکات نازل کر۔ آمین یارب العالمین"۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دعا محبت الٰہی عشق رسولؐ اور خدمت و اشاعت اسلام کے لئے آپ کے قلب مطہر میں پائے جانے والے بے پناہ جذبہ کی عکاس ہے۔

حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کی وفات اور حضرت مسیح موعودؑ کا سفرِ لدھیانہ

حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ زیارت کعبہ اور حج کی برکات سے فیضیاب ہو کر وسط دسمبر ۱۸۸۵ء میں لدھیانہ پہنچے اور یکایک سخت بیمار ہو گئے۔ چنانچہ ابھی تیرہ دن ہی واپسی پر گزرے تھے کہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۰۳ھ (مطابق ۲۷ دسمبر ۱۸۸۵ء) کو پیغام اجل آ گیا۔ اور آپ لدھیانہ کے قبرستان گور غریباں میں دفن ہوئے۔ تھوڑا عرصہ بعد حضرت بنفس نفیس تعزیت کے لئے لدھیانہ تشریف لے گئے

حضرت صوفی احمد جان صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اولین عشاق میں سے تھے جنہوں نے اپنے کثیر ارادتمندوں کی پروا نہ کرتے ہوئے حضرت کے دامن سے وابستگی اختیار کر لی تھی اور شاہی پر غلامی کو ترجیح دی۔ حضرت کو بھی آپ سے دلی محبت و الفت تھی جس کا ذکر اکثر ان کی وفات کے بعد فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ مارچ ۱۸۸۹ء میں جب بیعت اولیٰ ہوئی تو حضرت اقدسؑ نے اس مقدس تقریب کے لئے حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ ہی کے مکان کا انتخاب فرمایا۔ پھر اس کے بعد جب ازالہ اوہام کی تصنیف فرمائی تو اس میں اپنے مخلصین کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کے متعلق تحریر فرمایا:۔

"حبی فی اللہ منشی احمدؓ جان صاحب مرحوم اس وقت ایک نہایت غم سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ یہ پُردرد قصہ مجھے لکھنا پڑا اور اب یہ ہمارا دوست اس عالم میں موجود نہیں ہے اور خداوند کریم و رحیم نے بہشت بریں کی طرف بلا لیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون وانا بفراقہ لمحزونون۔ حاجی صاحب مغفور مرحوم ایک جماعت کثیر کے پیشوا تھے اور ان کے مریدوں میں آثار رشد و سعادت و اتباع سنت نمایاں ہیں۔ اگرچہ حضرت موصوف اس عاجز کے شروع سلسلہ بیعت سے پہلے ہی وفات پا چکے لیکن یہ امران کے خوارق میں سے دیکھتا ہوں کہ انہوں نے بیت اللہ کے قصد سے چند روز پہلے اس عاجز کو ایک خط ایسے انکسار سے لکھا جس میں انہوں نے درحقیقت اپنے تئیں اپنے دل میں سلسلہ بیعت میں داخل کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے اس میں سیرت صالحین پر اپنا توبہ کا اظہار کیا اور اپنی مغفرت کے لئے دعا چاہی اور لکھا کہ میں آپ کے للہی ربط کے زیر سایہ اپنے تئیں سمجھتا ہوں اور پھر لکھا کہ میری زندگی کا نہایت عمدہ حصہ یہی ہے کہ میں آپ کی جماعت میں داخل ہو گیا ہوں۔ اور پھر کسر نفسی کے طور پر اپنے گذشتہ ایام کا شکوہ لکھا اور بہت سے رقت آمیز ایسے کلمات لکھے جن سے رونا آتا تھا۔ اس دوست کا وہ آخری خط جو ایک دردناک بیان سے بھرا ہوا ہے اب تک موجود ہے مگر افسوس کہ حج بیت اللہ سے واپس آتے وقت پھر اس مخدوم پر بیماری کا ایسا غلبہ ہوا کہ اس دور افتادہ کو ملاقات کا اتفاق نہ ہوا بلکہ چند روز کے بعد ہی وفات کی خبر سنی گئی اور خبر سنتے ہی ایک جماعت کے ساتھ قادیان میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ حاجی صاحب مرحوم اظہار حق میں بہادر آدمی تھے۔ بعض نافہم لوگوں نے حاجی صاحب موصوف کو اس عاجز کے ساتھ تعلق ارادت رکھنے سے منع کیا کہ اس میں آپ کی کسر شان ہے لیکن انہوں نے فرمایا کہ مجھے کسی شان کی پرواہ نہیں اور نہ مریدوں کی حاجت"۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت، مرتبہ مولانا دوست محمد صاحب شاہد)

جانے کیا چیز دلبری میں نہیں
کوئی تسکین عاشقی میں نہیں

دن تو اب بھی گزر ہی جاتے ہیں
بات پہلی سی زندگی میں نہیں

سر نہ پیٹے تو کیا کرے انسان
آدمیت بھی آدمی میں نہیں

آئینہ لے کے آپ ہی دیکھیں
کونسی چیز سادگی میں نہیں

یہ کسی اور کی صدا ہو گی
اب وہ درویش اس گلی میں نہیں

سر جھکانے سے فائدہ مصلح
دل کا جھکنا جو بندگی میں نہیں

(مصلح الدین احمد راجیکی مرحوم)

بقیہ "نیوزی لینڈ" صفحہ ۱۵

ریڈیو ٹی وی اور اخبارات میں بھی خوب چرچا ہوا۔ ریڈیو پیسیفک (Radio Pacific) سے حضور کا انٹرویو اور سوال و جواب کا سلسلہ ۴۵ منٹ تک جاری رہا۔ اگرچہ پروگرام کے مطابق وقت صرف نصف گھنٹے کا مقرر تھا۔ مگر لوگوں کے فون کے ذریعہ سوالات اور ان کی دلچسپی دیکھ کر وقت بڑھا دیا گیا۔ ریڈیو کی طرف سے انٹرویو ملک کے ایک مشہور پادری نے لیا۔ اس انٹرویو کے دوران ایک مخالف غیر احمدی نے پادری سے شکایت کی اور کہا کہ اس شخص کو غیر معمولی اہمیت کیوں دی جا رہی ہے جبکہ احمدیوں کی تعداد اس ملک میں نہ ہونے کے برابر ہے اور ہم اس کے مقابلہ میں کافی تعداد میں ہیں۔ پادری نے جواباً کہا کہ اگر تمہارا کوئی لیڈر ہے جو ۱۲۰ ممالک میں مانا جاتا ہو اور جس کے ماننے والے کئی ملین کی تعداد میں ہوں تو اسے لے آؤ ہم ریڈیو پر اسے بھی موقع دیں گے۔

حضور نے سٹیٹ ریڈیو پر بھی اپنا انٹرویو ریکارڈ کروایا جو بعد میں نشر ہوا اور ٹیلی ویژن پر بھی ۱۵ منٹ کے لگ بھگ انٹرویو ہوا۔ حضور کی نیوزی لینڈ آمد پر اخبارات نے بھی حضور کے خصوصی انٹرویو حاصل کئے نیز شہر کے ایک بڑے ہوٹل میں اس موقع پر آپ کو استقبالیہ دیا گیا۔ جس میں وزیر تعلیم، پارلیمنٹ کے ممبران، علاقہ کے میئر، تعلیمی اداروں کے سربراہ، ماؤری قبائل کے ہائی چیف اور کثیر تعداد میں صحافی موجود تھے۔

اب وہاں مسجد اور دارالتبلیغ بنانے کا پروگرام ہے جس کی منظوری حضور انور دے آئے تھے۔ اور جماعت کا ایک رسالہ "پیام امن" باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ نیز ماؤری زبان میں قرآن مجید اور دیگر لٹریچر کا ترجمہ کرنے کا کام بھی تیزی سے ہو رہا ہے۔ جن زبانوں میں منتخب آیات قرآنی کا ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ ان میں ماؤری زبان بھی شامل ہے۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ دنیا کا یہ علاقہ بھی احمدیت کے نور سے پوری طرح منور ہو جائے گا۔